THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday the October 30, 2026

(364th Session)

Volume VIII, No.10

(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume VIII SP.VIII (10)/2026

No.10 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
   - Recitation of Naat 1
   - Questions and Answers 2
2. (The House acknowledged the presence of the students and faculty member of the Punjab School and College, Haripur, who are seated in the visitor's gallery) 16
3. Leave of Absence 29
4. Introduction of [The Oil and Gas Regulatory Authority (Amendment) Bill, 2026] 30
5. Consideration and passage of [The Pakistan Study Centres (Amendment) Bill, 2026] 31
6. Consideration and passage of [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2026] 32
7. Calling Attention Notice raised by Senator Mohsin Aziz regarding the deteriorating condition of the newly constructed Hazara Motorway causing inconvenience to the passengers 35
   - Senator Muhammad Tallal Badar, Minister of State for Interior 38
8. Calling attention notice raised by Senator Syed Waqar Mehdi regarding the proposal of shifting PPL headquarters from Karachi to Islamabad 40
   - Senator Zamir Hussain Ghumro 41
   - Senator Muhammad Talal Badar, Minister of State for Interior 43
   - Senator Muhammad Azam Khan Swati 46
9. Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Azam Khan Swati, regarding detail of the funding's released for District Mansehra in 2024 46
   - Senator Faisal Saleem Rehamn 47
10. Paint raised by Senator Mohammad Abdul Qadir regarding the inappropriate role of media in reporting of the Bill concerning official passport fatality for Parliamentarian 48
    - Senator Talal Badar (State Minster for Interior & Narcotics Control) 50
11. Point of public importance raised by Senator Raja Nasir Abbas (Leader of the Opposition) regarding imprisonment of political workers and prevailing economic condition of the country 51
12. Point of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding violation of fundamental rights54
13. Point of public importance raised by Senator Jan Muhammad regarding: i. Transparency in recruitment process against vacant posts in Balochistan initiated by the Federal Government. ii. Resumption of border trade in the interest of public in Balochistan Province 55
14. Point of Public Importance raised by Senator Syed Ali Zafar regarding deepening poverty crisis highlighted in World Bank report, October, 2026 56

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, the October 30, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at 30 minutes past ten in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Shahadat Awan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اَللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾

ترجمہ: ارشادِ باری تعالیٰ ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام، تم بہت اچھے رہے، اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا، ہم بہشت میں جس مقام میں چاہیں رہیں، تو اچھے عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے۔ سورۃالزمر (آیات ۷۳تا۷۴)

Recitation of Naat

شوقِ نیاز و اس کے سانچے میں ڈھل گیا

یہ کوچۂ حبیب ہے، پلکوں سے چل کے آ

ماہِ عرب کے آگے تیری بات کیا بنے

اے ماہتاب! روپ نہا ہر شب بدل کے آ

Questions and Answers

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ We may now take up the questions. Question No. 49 تو deferred ہو گیا۔اس کے بعد ہے,Question No. 12 سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

(Q.No.12)

سینیٹر محمد طلحہ محمود: تو میں آپ کے توسط سے محترم وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ پانچ سالوں میں دوران حکومت PTV نے کتنی مالی امداد دی؟ اور دوسرا یہ کہ اخراجات کم کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب! صفحہ نمبر04، سوال نمبر12 ہے، Information and Broadcasting کا ہے۔طارق فضل چوہدری صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وزارت پارلیمانی امور): بہت شکریہ، چیئرمین صاحب! سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا criteria ہے that has been laid down for the issuance of government advertisements۔تو یہ جو ہماری public sector کی advertisements ہیں، they are released in accordance with the Federal government advertisement policy 2021، جو کہ Federal cabinet نے سر approve کی ہوئی ہے 2022 کو اور باقی ہمارا جو main domain ہے وہ سارا public sector کا ہی ہوتا ہے، اس میں باقی تو کوئی ایسی advertisement ہوتی نہیں ہے، تو یہ policy ہے، جس کے تحت یہ advertisements دی جاتی ہیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: یہ جو اخراجات ہیں، کوئی بتا سکتے ہیں کہ آپ نے PTV وغیرہ کو کتنی مالی امداد دی؟ اگر دی ہے تو ٹھیک ہے، نہیں دی ہے تو بتا دیں نہیں دی۔دوسری بات میں نے کی ہے کہ PTV کے اخراجات کم کرنے کے لیے آپ نے کیا اقدامات

اٹھائے ہیں؟ یہ میرا سوال ہے۔ باقی میں نے آمدن اور اخراجات کا پوچھا ہے، اگر آپ سوال دیکھیں گے تو اس میں مجھے پوری تفصیل نہیں دی گئی۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: اس میں معزز سینیٹر صاحب نے اخراجات کے حوالے سے بات کی ہے، یہاں سال 2021-22 اور 2022-23 سے لے کر سال 2024-25 کے اختتام تک کے تمام اخراجات کی تفصیلات کا مکمل table دیا گیا ہے۔ باقی جو کہا گیا ہے اخراجات کم کرنے کا، تو اس میں کافی زیادہ downsizing بھی ہو رہی ہے، نئی بھرتیوں پر بالکل پابندی ہے اور government نے باقی تمام departments کے لیے جو بھی austerity measures کی instructions دی ہوئیں ہیں ، وہ ساری اس پر لاگو ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کوئی ضمنی سوال؟ جی سینیٹر فیصل جاوید صاحب۔

سینیٹر فیصل جاوید: مسئلہ یہ ہے کہ سارے media workers پریشان ہیں۔ Pakistan Television کے Employees بھی پریشان ہیں اور جو باقی channels کے لوگ ہیں، اس دن انہوں نے boycott بھی کیا ہے۔ ان کی salary کا issue ہے، ان کی pension کے issues ہیں۔ ادارے کی اتنی بڑی بڑی buildings ہیں، اس کا utilization plan share نہیں کرتے، انہوں نے بڑا زبردست question کیا ہے۔ ہمارے سارے اداروں کی کارکردگی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح سے ہمیں severe economic loss کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور خاص طور پر PTV، جو ہمارا National channel ہے، اس کے اخراجات کی کوئی تفصیل نہیں لکھی ہے اس chart پر جو یہ کہہ رہے ہیں، اس جواب میں تو کہیں پر یہ mention نہیں ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ وہ جو pensioners یا media workers ہیں، ان کی تنخواہوں اور pension کی ادائیگی کے حوالے سے ان کی کیا policies ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ضمیر حسین گھمرو صاحب کی بات سن کر اکٹھا جواب دے دیجیے گا۔ سینیٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب۔۔۔۔۔ (جاری ہے۔۔۔۔۔T-02)

T02–30Oct2026 Imran/ED: Mariam 10:40 am

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ضمیر گھمرو صاحب کی بات سن کر اکٹھا جواب دے دیجیے گا۔ جناب بیرسٹر ضمیر گھمرو صاحب۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب! اس بجٹ میں اسی سال PTV کو grant کی مد میں بیس ارب روپے دیے گئے ہیں اور یہ جو print media ہے، یہ entry concurrent list میں تھی ، وہ ختم ہو گئی۔ اُس کے بعد بھی print media کی جو administration ہے وہ ساری federal government نے رکھی ہوئی ہے۔ جیسے کہ ABC ہے، پورا PID department ہے۔اس کو ختم کرنا چاہیے کیونکہ print تو صوبوں کو چلا گیا ہے۔ طلحٰہ صاحب نے جو سوال کیا ہے وہ expenditure کے بارے میں ہے۔ جیسا کہ اس print media کی پوری 18th amendment administration کے بعد صوبوں کے پاس چلی گئی ہے and they are continuing like ABC and PID. تو وہ Constitution کے خلاف کیسے continue کر سکتے ہیں؟ منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: فیصل جاوید صاحب نے بھی بڑا important سوال کیا ہے، اُن کے سوال کا بھی جواب دیں کیونکہ اس وقت۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحٰہ صاحب! جی، اکٹھا جواب دیں گے۔ پہلے فیصل جاوید صاحب کا جواب دیں پھر بیرسٹر ضمیر گھمرو صاحب کا۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب! گزارش یہ ہے کہ جو محترم سینیٹر صاحب نے PTV کے ملازمین کی pensions کے حوالے سے سوال کیا ہے، بیچ میں کچھ تھوڑا سا ایک financial crunch تھا جس کی وجہ سے کچھ تنخواہوں میں بھی اور pensions میں بھی issue رہا ہے۔ یہ بات بالکل کوئی چھپانے والی نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں ایوان میں یہاں پر discuss بھی ہوا تھا۔ اب وہ اللہ کے فضل سے سارا دور ہو چکا ہے۔ اُن کی ساری pending تنخواہیں بھی جاری ہو گئی ہیں اور اس وقت اُن کی pensions کا بھی کوئی ایسا issue نہیں ہے۔ باقی آپ نے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ضمیر گھمرو صاحب کا جواب رہ گیا ہے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: آپ نے provincial حوالے سے پوچھا تھا؟

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: Media جو ہے، اُس کی entry concurrent list میں تھی، وہ ختم ہو گئی، صوبوں کو transfer ہو گیا ہے لیکن print media آپ نے صوبوں کو transfer کیوں نہیں کیا؟ آپ نے ABC کیوں رکھا ہے؟ آپ نے PID department کیوں رکھا ہے؟ یہ print media جو ہے وہ concurrent list میں ختم ہو گئی۔ ابھی Article 159 کے تحت

آپ کا صرف broadcasting and telecasting ہے۔اس کا جواب دے دیں کہ آپ نے یہ کیوں رکھا ہے؟ پہلے ہی ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں، آپ کیوں اتنا expenditure کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: گزارش یہ ہے کہ بہت سارے ایسے departments ہیں جو صوبوں کو منتقل کر دیے گئے ہیں لیکن وہ Federal Government میں بھی exist کرتے ہیں۔ اگر federal government میں یہ department نہیں ہوں گے اور ظاہر ہے کہ information کے بغیر آپ کی پوری federal government نہیں چل سکتی۔ تو اس لیے یہ department یہاں پر ہیں otherwise جو یہ سوال کیا گیا ہے، اس کا content basic question سے بالکل different ہے۔ یا تو میں علیحدہ information لے کر یہ بات ان تک پہنچا دوں گا اور یا اس کے لیے انہیں ایک نیا سوال ڈالنا پڑے گا۔

Q.No.44

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان صاحب! تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ Answer taken as read.

Q.No.01

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کے بعد سوال نمبر 1 ۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ تشریف نہیں رکھتی ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بلیدی صاحب! گزارش یہ ہے کہ mover نہیں ہے، آپ تو senior parliamentarian ہیں۔ آپ کے اپنے بھی question ہیں، اُن کی تیاری کریں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بلیدی صاحب! گزارش سنیں۔ آپ بھی اپنا question ڈال دیں۔ طریقہ کار یہ ہے کہ جو mover ہے اُس کا question ہو گا۔ وہ لیں گے تو آپ اس کا supplementary کریں گے۔ Rules allow نہیں کرتے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بلیدی صاحب! ایک منٹ۔ بہت وقت ہے، آپ کا ایک گھنٹہ ہے۔ Answer taken as read.

Q.No.02

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب سینیٹر محمد اعظم خان سواتی صاحب! سوال نمبر بتایئے گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بہت شکریہ جناب! سوال نمبر ۲ ہے۔ میں پہلے وضاحت کر دوں کہ مجھے عباسی صاحب کی کارکردگی پر کوئی شک نہیں ہے لیکن ظاہر ہے کہ parliamentarian کی حیثیت سے، سینیٹر کی حیثیت سے ہمیں بار بار کارکردگی کے اوپر سوال اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں عباسی صاحب سے میرا سوال ہے کہ 174 FIR سے میرا خیال ہے کہ اس سے مسئلہ تو حل نہیں ہو گا۔ میرے وقت میں بھی ایسا تھا۔ مجھے ذرا بتائیں گے کہ جب ساری geo-fencing میں نے خود کرا کے سعد رفیق صاحب کے ہاتھ میں دے دی تھی، اگر staff نے آپ کو نہیں دیا تو اب بھی میرے پاس وہ record موجود ہے کہ پورے پاکستان میں اُس وقت کہاں کہاں encroachments ہوئی تھیں۔ یہ encroachments ایک دن یا دو دن یا ایک حکومت یا دوسری حکومت میں نہیں بلکہ یہ constantly کوئی پچاس، ساٹھ یا ستر سال سے بڑی قیمتی زمینوں کے اوپر قبضہ تھا۔ ان قیمتی زمینوں کو واگزار کرنے کے لیے میں نے بڑی محنت کی تھی۔ ظاہر ہے کہ صرف میں نے نہیں بلکہ ریلوے کے staff نے اور officers نے مدد کی تھی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ بڑی بڑی زمینیں جو بڑے بڑے مگرمچھوں کے پاس ہیں، ان میں سے کوئی ایک، دو یا چار واگزار ہو چکی ہیں؟ مہربانی۔

Mr. Presiding Officer: Minister Muhammad Hanif Abbasi, Minister for Railways.

جناب محمد حنیف عباسی (وفاقی وزیر برائے ریلویز): بہت شکریہ جناب چیئرمین! سواتی صاحب نے بڑا زبردست question کیا ہے اور تمام پاکستانی جو ہیں وہ جب بھی کسی portfolio پر رہتے ہیں تو اس طرح کی ذمہ داری کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ جناب! میں نے بھی آتے ہی سب سے پہلے ایسے ہی کام کیا۔ سواتی صاحب نے بالکل ٹھیک کہا کہ ہمیں الحمدللہ ایک ایک انچ کا پتا ہے کہ پاکستان ریلوے کی جگہ کہاں کہاں پر موجود ہے۔ اس سلسلے میں چھوٹی سی یہ گزارش کروں گا کہ ہماری زمین تو لوگوں کے نام پر تھی اور ابھی ہم نے Chairman NAB کی cooperation سے اور پاکستان ریلوے نے جا کے خود دو لاکھ ستائیس ہزار کنال جگہ جو ہے وہ mutation پاکستان ریلوے کے نام ہو چکی ہے، جو دوسرے مختلف institutions کے نام تھی۔

دوسرا anti-encroachment کی صورت میں کم از کم اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں ہم نے دس سے بارہ ارب روپے کی زمین واگزار کروائی ہے لیکن میں یہاں پر اس لیے نام point out نہیں کرنا چاہتا کہ کافی سارے مگرمچھ تھے، جیسے انہوں نے ذکر کیا ہے، اُن

سے ہم نے جگہیں لی ہیں اور اس حوالے سے zero tolerance ہے۔ ایک انچ جگہ بھی کسی کے پاس نہیں ہے۔ آج تک Prime Minister Office سے یا آج تک کسی میرے colleague نے یہ نہیں کہا کہ اس ریلوے کی جگہ کو چھوڑ دو۔ اگر ہم نے پاکستان ریلوے کی دو لاکھ ستائیس ہزار کنال جگہ واگزار کرکے ایک history رقم کی ہے تو ان شاء اللہ آنے والے دنوں میں بھی باقی جتنی جگہیں ہیں جیسے ابھی ہمیں اللہ نے خیبر پختونخوا میں موقع دیا ہے، اس سے پہلے جتنی جگہیں ہمارے لوگوں کے پاس پنجاب کے اندر اور سندھ کے اندر تھیں، وہ ساری واگزار کروا رہے ہیں اور وہ اربوں روپے کی جگہ ہے۔ بالکل میرے بھائی سواتی صاحب نے ٹھیک کہا ہے۔ ، ان شاء اللہ پوری قوم، آپ اور پورا House اس پر امید رکھے کہ ریلوے کی ایک انچ زمین بھی کسی کے پاس نہیں رہنے دیں گے، ان شاء اللہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر ناصر محمود بٹ صاحب۔

سینیٹر ناصر محمود: چیئرمین صاحب! میرا سوال یہ ہے کہ ریلوے کی زمینیں لوگ اسی طرح اپنے قبضے میں رکھے ہوتے ہیں اور پھر جب ان کو خالی کرانے کے لیے کوئی notices جاتے ہیں تو پھر پتا نہیں اُن کو کون سی ایسی چیز مل جاتی ہے کہ وہ اُس کے لیے time بھی دیتے ہیں اور وہ چیزیں خالی نہیں ہوتیں۔ سال پہلے ادھر اسلام آباد میں بھی کچھ چیزیں auction کی گئیں تھیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ساری چیزیں ہمارے سامنے بتائی جائیں کہ وہ جو auctions ہوئی تھی اُس کے لیے اخباروں میں اشتہار دیا گیا تھا یا ویسے ہی لوگ auction میں وہ چیزیں لے گئے ہیں؟ اگر اس میں کوئی اس طرح کی چیز ہے تو جنابِ عالی ہمیں وہ بتایا جائے کہ وہ auction کا طریقہ کار کیا ہے؟

یہاں اسلام آباد میں جو ریلوے اسٹیشن ہے اس کے ساتھ میں نے دیکھا کہ وہاں کافی construction ہو رہی ہے۔ اُنہوں نے بتایا کہ ہم نے یہ زمینیں لے لی ہیں۔ ہم اس پر کوئی store بنائیں گے یا کچھ اور بنائیں گے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ہمیں بتایا جائے کہ وہ auction کیسے ہوئی، کس طرح کی؟ اگر اس میں کوئی غیر قانونی چیز ہے تو وہ سامنے لائی جائے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر محمد حنیف عباسی صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: اس کے لیے fresh question درکار ہوگا۔ اس سے related نہیں ہے۔

سینیٹر ناصر محمود: Fresh Question کیوں۔ اس پر بات ہو سکتی ہے، جواب دے سکتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس اس کی تیاری نہیں ہے تو بتا دیں ہم دوبارہ آ جائیں گے، لیکن یہ نہ کہیں کہ fresh question نکالیں۔ یہ related سوال ہے۔ آپ اس کا جواب دے سکتے

ہیں۔Accident ہو جاتے ہیں، اسی پر time گزارا ٹھیک کر لیں کہ اس کو ہم بہتر کریں اور fresh question کے لیے پھر میں دوبارہ آؤں گا، لیکن آپ کو اس کا جواب دینا چاہیے۔ اگر آپ کی تیاری نہیں ہے تو۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بٹ صاحب! آپ کی government بڑا کام کر رہی ہے ماشاء اللہ۔ سینیٹر وقار مہدی صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر سید وقار مہدی: چیئرمین صاحب! میں ایک بات کر سکتا ہوں؟ میں وزیرِ موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اُنہوں نے کہا کہ تجاوزات کے حوالے سے zero tolerance ہے۔ میں ذرا کراچی کی بات کر لوں؟

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میڈم! آپ ہمیشہ یوں disturb نہیں کیا کریں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، آپ جائیں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: میرا کہنا یہ ہے کہ کراچی میں کراچی سرکلر ریلوے ہے۔ میں ریلوے کی بات نہیں کر رہا کہ یہ چلا رہے ہیں کہ نہیں چلا رہے لیکن وہ جو پٹری ہے اور نگی اسٹیشن کے بعد سے جو آگے کا علاقہ ہے وہ under encroachment ہے۔ چاہے وہ نارتھ ناظم آباد ریلوے اسٹیشن ہے، چاہے وہ گیلانی ریلوے اسٹیشن ہے، چاہے وہ یونیورسٹی اسٹیشن ہے، ان کی وہ ساری کی ساری زمین under encroachment ہے۔ ٹھیک ہے نا؟

دوسرا یہ کہ ابھی کراچی میں کراچی میونسپل کارپوریشن road بنا رہی تھی۔ ان کی ریلوے پولیس آئی اور KMC کے عملے کو اُٹھا کے لے گئی کہ آپ یہاں road کیوں بنا رہے ہو؟ وہاں پر ایک issue کھڑا ہوا اور وہاں بہت تماشا بنا۔۔۔ (جاری۔۔۔۔T03)

T03–30Oct2026 Ashfaq/ED: Mariam 10:50 am

سینیٹر سید وقار مہدی: (جاری۔۔۔۔) ریلوے پولیس آئی اور KMC کے عملے کو اٹھا کے لے گئی کہ آپ یہاں road کیوں بنا رہے ہو؟ وہاں پر ایک issue کھڑا ہوا، وہاں پر بہت تماشا بنا لیکن encroachment کے حوالے سے بات ہو رہی ہے کہ وہاں encroachment قائم ہے، آپ جا کے دیکھیں جہاں میں نشاندہی کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے کراچی کے اندر ریلوے کی land پر

بے تحاشاcommercial plazas and petrol pumps بھی بنا دیے ہیں جو کہ انہوں نے operational purpose کے لیے زمین لی تھی، وہ اب commercial purpose کے لیے use ہو رہی ہے۔ مجھے اس کا جواب چاہیے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بٹ صاحب! جب آگے سوال آئے گا تو ہم question لیں گے، آپ تشریف رکھیں۔ جناب وزیر، محمد حنیف عباسی صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: چیئرمین صاحب! اسی طرح House کو چلائیں جیسے ہاؤس چلتا ہے۔۔۔

سینیٹر ناصر محمود بٹ: وہ ہمیں پتا ہے کیسے چلتا ہے۔۔۔

جناب محمد حنیف عباسی: یہ دیکھیں یہ کوئی گفتگو کا انداز ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں، عباسی صاحب! بات یہ ہے عباسی صاحب، میرا خیال ہے آج آپ بہت عرصے کے بعد یہاں پر تشریف لائے ہیں لیکن گزارش سنیں، ہمیں معلوم ہے، ہاؤس کیسے چلانا ہے لیکن آپ جو response کرنا ہے۔ ایک معزز سینیٹر کہہ رہے ہیں کہ میں نے جو بات کی اس کا جواب نہیں آیا تو اس کا House چلانے سے عباسی صاحب کیا تعلق ہے۔ آپ کو اس طریقے کی House کے لیے بات نہیں کرنی چاہیے۔۔۔

جناب محمد حنیف عباسی: چلیں، چلیں، چیئرمین صاحب! ہم نے خبر تو نہیں بنانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، اس طریقے سے House کے لیے بات نہیں کرنی چاہیے، کل سینیٹرز آپ سے پوچھیں گے تو اس کا یہ جواب نہیں بنتا۔ آپ جواب دیں جو سینیٹرز نے بات پوچھی ہے۔ بٹ صاحب! آپ تشریف رکھیں جی۔

جناب محمد حنیف عباسی: میں حاضر ہوں جواب دینے کے لیے حاضر، میں۔ میں. ان کا جواب دیتا ہوں۔ دیکھیں میرے colleague، سینیٹر صاحب نے دو باتیں کی ہیں۔ ایک بات انہوں نے یہ کی کہ کارپوریشن جگہ بنا رہی تھی، اب ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ stations پر encroachment ہے۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ کارپوریشن سڑک بنا رہی تھی اور ہمارے لوگوں نے ان کو مارا۔ اچھا اس کے background میں ذرا دیکھیں کہ میں نے کوئی react نہیں کیا، واقعہ کچھ اور ہے۔ کوئی بھی گورنمنٹ اگر پاکستان ریلوے کی جگہ

لینا چاہتی ہے تو اس کے rules and regulations ہیں۔ اس rules and regulations کے مطابق وہ apply کرتے ہیں اور ہم اس کو allow کرتے ہیں اور اس کی ایک رقم پاکستان ریلوے کے پاس قومی خزانے میں جمع کروانی پڑتی ہے۔ بڑا اچھا کیا کہ آپ نے آج مجھے موقع دے دیا کہ اس کے اندر ہماری کوئی تقریباً ڈیڑھ ایکڑ کے قریب جگہ آ رہی تھی، جو rules and regulations کو پسِ پشت پھینک کر زبردستی وہاں سڑک بنائی جا رہی تھی۔ اس کی بنیاد پر ہمارے ذمہ داران نے وہاں جا کر react کیا۔ اچھا، پہل کس نے کی، کس نے نہیں کی کیونکہ میرے خود Government of Sindh سے بڑے اچھے relations ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ میں یہاں پر کھڑے ہو کر اس کو دہراؤں کیونکہ ہمارے بہت سارے مشترکہ projects چل رہے ہیں۔ Circular railway کی بات کی، Circular railway اب پاکستان، اعظم سواتی صاحب بھی بیٹھے ہیں شاید ان کے بعد یہ فیصلہ ہوا یا پہلے ہوا ہے۔ یہ اب حکومت سندھ کی jurisdiction میں آتا ہے کہ اس نے اس کو restore کرنا ہے کہ نہیں کرنا۔ اس لیے جو رہ گئی باقی encroachment کی بات جو ہمارے stations پر ہے، میں ان کو ensure کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ encroachment نہیں رہے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب! میں گزارش کروں گا، اپنے دوستوں سے بھی کروں گا کہ بات یہ ہے کہ supplementary کو confine کرنا چاہیے to the extent of a question کہ question یہ تھا، اگر question آپ دیکھیں، وزیر صاحب! آپ بھی question دیکھا کریں، بات یہ ہے کہ question یہ تھا کہ پچھلے پانچ سالوں میں آپ نے کتنے cases report کیے اور انہوں نے اس کا جواب دیا کہ 174 FIRs ہوئیں اور انہوں نے نیچے detail بھی دے دی۔ باقی اگر کوئی مزید جس طریقے سے سینیٹر وقار مہدی صاحب ہیں یا ہمارے ناصر محمود بٹ صاحب نے بات کی ہے تو بہتر یہ ہے کہ آپ اپنا question جو ہے مزید اس کے لیے ڈال دیں۔ سینیٹر طلحہ محمود صاحب! آپ کیا کہنا چاہیں گے؟ وقار مہدی صاحب! میں نے request کی کہ question کے cases کے متعلق تھا، آپ جو بات کر رہے ہیں۔ آپ اس کے لیے نیا question ڈال دیں، اس کا جواب آ جائے گا۔ آپ کا شکریہ۔ جناب طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! میں آپ کے توسط سے محترم وزیر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ذکر کیا کہ KPK کے اندر اب ان کو موقع مل رہا ہے، تو چلیں اب اگر موقع مل رہا ہے، سب سے پہلے تو میرے لیے حیرانی والی بات ہے کہ اب کیوں موقع مل رہا ہے؟

شروع سے railway Federal subject ہے اور اگر موقع مل رہا ہے تو آپ نے کتنی زمین واگزار کروانی ہے، آپ کے پاس اس کی تفصیل تو ہو گی؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب وزیر صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: چیئرمین صاحب! طلحہ صاحب نے جو question کیا ہے بالکل ٹھیک ہے، اب اس لیے موقع مل رہا ہے کہ Local Administration کے بغیر anti-encroachment drive successful نہیں ہو سکتی، جب تک Local Administration آپ کے ساتھ کھڑی نہ ہو۔ جیسے پنجاب میں کھڑی ہے، بلوچستان کے اندر اور سندھ کے اندر کھڑی ہے، اسی طریقے سے KP کے اندر cooperation نہیں تھی لیکن ہمارے لوگ لگے ہوئے تھے۔ یہ نہیں کہ KP کے اندر پچھلے ڈیڑھ سال کے اندر جو anti-encroachment drive ہے وہ بند ہو گئی تھی اور ہمارے پاس ایک پوری تفصیل موجود ہے کہ ہم نے کتنے ایکڑ اس division کے اندر واگزار کروائی ہے، میں next question میں ان کو سارا جواب دے دوں گا۔

سینیٹر ناصر محمود بٹ: چیئرمین صاحب! 158 پر دیکھیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بٹ صاحب! 158 پر پہنچنے دیں، آپ تشریف رکھیں، بات یہ ہے، ایسا نہیں ہے کہ آپ مجھے کہیں کہ آپ کا سوال ہے، اگر آپ کا کوئی اور مسئلہ ہے۔ وزیر صاحب نے کہا، اس طریقے سے نہیں کریں۔ جی۔ نہیں، ان کی اپنی گورنمنٹ بھی ہے، وزیر بھی ان کا اپنا ہے۔ جی، جنابِ سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: آپ نے question No.5 کے حوالے سے بات کی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگلے پر ہے۔

سینیٹر طلحہ محمود: جی، question No.4 ہے۔ جی؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب! ایک question رہ گیا، معذرت جی۔ جی سینیٹر محمد اعظم سواتی صاحب۔۔

(Q No.3)

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، بہت شکریہ۔! question No.3, یہ confined ہے راولپنڈی، اسلام آباد and adjoining area upgradation. میں فاضل وزیر صاحب سے گزارش کر رہا ہوں جو اچھا کام کر رہے ہیں کہ میں نے پورے پاکستان میں جتنے بھی

railway stations تھے۔ میں نے اپنے وقت میں architects سے بغیر ریلوے کے پیسے لگانے کے پورے plans بنا کر دے دیے تھے۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ اگر آپ کے پاس نہیں ہیں تو اب بھی میرے پاس اپنا record موجود ہے، میں آپ کو لا کے دے سکتا ہوں۔ جب تک آپ public private partnership پر نہیں کریں گے، ریلوے کے پاس اپنے اتنے پیسے نہیں ہیں۔ میرا supplementary question یہ ہے کہ public private partnership پر کیا راولپنڈی، اسلام آباد اور adjoining area جتنا بھی ہے، جس طریقے سے ہم نے سفاری یہاں پر چلائی تھی تو اس کے لیے کوئی پیش رفت ہو رہی ہے؟ شکریہ جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر محمد حنیف عباسی صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: جناب چیئرمین! بالکل جیسے سواتی صاحب نے فرمایا، اس وقت اسی lines پر کام کرتے ہوئے راولپنڈی، گولڑہ، لالہ موسیٰ، جہلم، ملکوال، سرگودھا، لاہور، کراچی اور ملتان یعنی بالکل public private partnership کے تحت ہم نے جو CIP lounges ہیں، اگر آپ کو موقع ملے، اگر چلیں لاہور کا نہیں، کراچی کا نہیں، راولپنڈی کو ضرور visit کریں، رات کو بارہ بجے، صبح early in the morning، دوپہر کو، cleanliness کی یہ حالت ہے الحمدللہ سواتی صاحب کہ ہم نے ساری janitorial services outsource کیں۔ ہم نے CIP lounge outsource کی، اس نے خود ہی اس کو build کیا اور آج میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں یہاں کھڑے ہو کے اس ایوان کے اندر کہ ہماری CIP lounge لاہور، کراچی اور راولپنڈی، یہ آپ کا جو business lounge ایئرپورٹ کا ہے، اس سے بہت بہتر ہے۔ آپ خود جا کر اس کا comparison کر سکیں گے تو اس لیے اسی lines پر کام کرتے ہوئے، ہم نے ان سارے stations کو upgrade کر دیا ہے۔ ہمارے چالیس اسٹیشنوں پر even wi-fi بھی install ہو چکا ہے۔ آپ نے escalator کی بات کی، escalator بھی راولپنڈی، لاہور اور کراچی میں لگ چکے ہیں، روہڑی میں لگ رہے ہیں اور راولپنڈی کا بھی tender award ہو گیا ہے تو راولپنڈی میں بھی escalator لگ جائیں گے جی۔ آپ کا شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ تشریف رکھیں، آپ کا نام ہے لیکن آپ سے پہلے سینیٹر دوست محمد صاحب ہیں، ، سینیٹر دوست محمد صاحب۔

سینیٹر دوست محمد خان: جناب! بہت بہت شکریہ۔ کیا وزیرِ موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ کیا خیبر پختونخوا، جو بہت ہی محروم، سب سے محروم صوبہ ہے، کیا اس میں کوئی نئے اسٹیشن کی منظوری ہے یا نہیں ہے؟ کیونکہ پہلے والے جو انگریزوں نے 25 ریلوے اسٹیشن بنائے تھے،

اس کا جو جتنا ریلوے کے پٹڑیاں تھیں یا جو ریلوے کے انجن تھے، وہ اتفاق فاؤنڈری کی نذر ہو گئے تھے۔ میں وزیرِ موصوف سے یہ پوچھنا پسند کروں گا کہ کیا کوئی ایسی اسکیم ہے خیبر پختونخوا کے لیے، خاص کر لنڈی کوتل والا تو بہت ضروری ہے from tourism point of view سے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، جی بٹ صاحب ایک منٹ کے لیے، یہ Chair کا کام ہے، بٹ صاحب! تشریف رکھیں، وزیر صاحب جواب دیں گے۔ ہاں واقعی محروم ہے، بالکل، جی۔ جناب، جناب وزیر صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: چیئرمین! بہت شکریہ۔ پہلی بات یہ ہے۔۔۔ ایک سیکنڈ یار طارق بھائی، جواب مجھ سے مانگ رہے ہیں آپ تھوڑا سا مجھے جواب دینے دیں، کوئی بات نہیں۔۔۔ (جاری۔۔۔T04)

T04-30Oct2026 Abdul Ghafoor/ED: Neelam 11:05 AM

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری۔۔۔۔) جناب منسٹر صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی (وزیر برائے ریلویز): بہت شکریہ، جناب چیئرمین! پہلی بات یہ ہے کہ، ایک سیکنڈ طارق بھائی، جواب مجھ سے مانگ رہے ہیں، میں دوں گا۔ آپ تھوڑا سا مجھے جواب دینے دیں، کوئی بات نہیں۔ جب میں تسلی نہ کرا سکا پھر ناں! میں گزارش کر رہا ہوں، پہلے انہوں نے جو الفاظ ادا کیے ہیں کہ اتفاق فاؤنڈری میں چلے گئے ہیں۔ آپ evidence لے آئیں، میں گھر چلا جاؤں گا۔ اس سے زیادہ میں بات نہیں کر سکتا۔ اگر evidence لے آئیں کہ انجن، پٹری میرے گھر چلی گئی ہے، میرے کسی دوست colleague کے پاس چلی گئی، آج یا اس سے پہلے تو یہ سارا منصب میرے پاس نہیں رہنا چاہیے۔ چیئرمین صاحب، نہیں اس کی وضاحت سب سے پہلے تھی۔ دوسری بات KPK پر آئیں، کیونکہ ریل سب کی ہے، پاکستان ریلویز ہی ایک ایسا department ہے جو تمام صوبوں کو جوڑتا ہے۔ اب بلوچستان، سندھ، پنجاب اور KPK، KPK بھی ہمیں اتنا ہی عزیز ہے جتنا کہ پنجاب، سندھ، بلوچستان ہیں۔ میں نے خود جا کر اس وقت کے وزیرِ اعلیٰ کے ساتھ ایک signing ceremony پر framework agreement sign کی۔ ہم نے ان کو offer کی لیکن بد قسمتی سے میں کیا اس پر بات کر سکتا ہوں۔ آپ کو پتا ہی ہے کہ پچھلے 10 دن میں KPK کے اندر جو صاف ستھرا ہوئی ہے۔ پچھلے 13 سال کا گند اب 10 دن میں صاف تو نہیں ہو گا۔ ہمیں تھوڑا سا time چاہیے اس گند کو مزید صاف کرنے کے لیے جو ریلوے کے اندر بھی پڑا ہوا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر بیرسٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب supplementary جی۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Order in the House. Please don't interrupt.

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب چیئرمین! میں صرف تصحیح کروں گا جیسے طلحہ صاحب نے کہا کہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ مطمئن رہیں۔ جناب بیرسٹر ضمیر گھمرو۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب چیئرمین! میں تصحیح کروں گا طلحہ صاحب نے کہا کہ railways federal subject رہا ہے۔ پاکستان کے 56 first constitution میں provincial subject تھا کیونکہ East Pakistan and West Pakistan دو صوبے تھے۔ West Pakistan کی ریلوے علیحدہ تھی East Pakistan کا علیحدہ تھا۔ Constitution 1962 میں بھی provincial subject تھا اور 1973 Constitution میں اس subject کو Council of Common Interests کے under رکھا گیا۔ جس میں لکھا گیا کہ:

Council of Common Interests shall formulate and regulate policies with respect subjects mentioned in Federal Legislative List Part II and exercise supervision and control over related institutions.

لہٰذا Federal Cabinet کا مسئلہ نہیں ہے۔ Federal Cabinet میں جانا ہی نہیں چاہیے کیونکہ وزیراعظم قومی اسمبلی کی majority پر elect ہوتے ہیں اور یہ کہ CCI جب create کی گئی اس کا purpose تھا۔ Railway Resources subject لہٰذا Federal Cabinet میں نہیں دیکھے جائیں گے۔ WAPDA, Oil and Gas کے مسائل CCI میں دیکھے جائیں گے۔ Constitution, 1956 and 1962 کے مطابق صوبائی تھا اور ابھی CCI کا subject ہے۔ اسے Federal Cabinet کو deal نہیں کرنا چاہیے such recommendation has been sent to the Prime Minister by the Devolution Committee میں یہ تصحیح کرنا چاہتا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب منسٹر محمد حنیف عباسی صاحب، کچھ کہنا چاہیں گے؟ ویسے وہ تو بیرسٹر ہیں۔

جناب محمد حنیف عباسی: جناب چیئرمین! نہیں، جو فیصلہ آپ کریں، جس کو بھیجنا چاہتے ہیں آپ بھیج دیں، مجھے اعتراض ہی نہیں۔اب یہ بڑی technical باتیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب، next question، جی۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! نہیں، ابھی تیسرا supplementary رہتا ہے۔ دو ہوئے ہیں، آپ گنتی کر لیں ناں! ایک اُنہوں نے کیا ہے، ایک اِنہوں نے کیا ہے، تیسرا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر آپ supplementary کرنا چاہیں تو کریں۔ یہ پانچواں نہیں، تیسرا ہے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! میں بڑی important بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم کسی کے حوالے سے بات بھی کرتے ہیں، اگر کوئی اچھا کام کرے تو اچھے کام کے حوالے سے بھی ہمیں بات کرنی چاہیے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ انہوں نے کوئی ایسا بھی tour بنایا ہے جو ابھی سفاری کے حوالے سے discussion ہو رہی تھی، انہوں نے گولڑہ سے اٹک تک کے لیے بہت اچھا پروگرام کیا ہے۔ میں اس کی تعریف بھی کروں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسی چیز house کے سامنے بھی آئے، ہمیں بھی ذرا اس کی تفصیلات پتا چلیں، جس کے اندر لوگوں کو لے کر جا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے ladies کا ایک علیحدہ سے setup رکھا ہے۔ ہم نے اپنے پورے عرصے میں پہلی مرتبہ اس طرح کی چیز سنی ہے، ہمیں appreciate بھی کرنا چاہیے۔جب ہم کسی کو condemn کرتے ہیں appreciate کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر محمد حنیف عباسی صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، question ختم ہو گا تو بیچ میں نہیں، جناب سینیٹر عبدالشکور صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: جناب چیئرمین! میرے بھائی نے بلکہ میں تو بڑا بھائی کہتا ہوں۔ بڑے بھائی نے question کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، عباسی صاحب ختم کر دیں۔

جناب محمد حنیف عباسی: جناب چیئرمین! انہوں نے safari train کے حوالے سے بات کی ہے۔جناب! ہم یہاں سے ہر Sunday, early in the morning راولپنڈی اسٹیشن سے چلاتے ہیں اور اٹک خورد تک جاتی ہے۔ جیسے ابھی سینیٹر صاحب نے کہا

full occupancy کے ساتھ اس میں breakfast سے لے کر lunch وہاں جا کر اور breakfast گولڑہ اسٹیشن پر ہوتا ہے۔ جناب! گولڑہ اسٹیشن بڑا historical اسٹیشن ہے۔ اس وقت کی صورتِ حال میں ہمارے دو museum بھی ہیں اور بڑا neat and clean ہے۔ وہاں پر قائدِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا saloon بھی موجود ہے اور بھی saloon بہت ساری چیزیں دیکھنے کے لیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم lunch serve کرتے ہیں اٹک خورد کی ایک خوبصورت جگہ پورے خطے کے اندر پھر شام کو اس کی واپسی ہوتی ہے۔ اس میں بہت سارے لوگ مستفید ہو رہے ہیں، اس میں خواتین families کے لیے باقاعدہ بہت اچھا safer travel ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ منسٹر صاحب۔ طلحہ صاحب کے question سے پہلے ایک announcement ہے۔

<u>(The House acknowledged the presence of the students and faculty member of the Punjab School and College, Haripur, who are seated in the visitor's gallery)</u>

(Desk Thumping)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب آپ کا سوال نمبر۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جی، میرا سوال نمبر 4 ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! میں محترم وزیر صاحب سے سوال کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے کافی کام کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کافی بہتری لانے کی کوشش کی ہے۔ ابھی جیسے جو میں نے سوال کیا ہے، ابھی تقریباً 172 ریلوے انجن خراب ہیں۔ آپ نے اپنے جواب میں بھی بتایا ہے کہ ہم نے کافی سارے غیر فعال ریلوے انجن ٹھیک کر لیے ہیں، ابھی بقایا جو خراب ہیں۔ میں محترم وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ 172 ریلوے انجن خراب ہیں، ان کی مرمت کے حوالے سے منسٹر صاحب کتنا خرچہ آئے گا اور کیا آپ کچھ نئے ریلوے انجن خریدنے پر بھی کوئی تجویز زیرِ غور ہے؟ کیونکہ آپ ریلوے کو جس طریقے سے فعال کر رہے ہیں، اگر اس طریقے سے فعال ہو گیا جیسے کر رہے ہیں اور سنا بھی ہے بڑی اچھی کچھ باتیں بھی بتائی ہیں، اس سے سڑک پر pressure کم ہو گا اور اب لوگ ریلوے کی طرف جانا prefer کریں گے۔ جناب! مجھے ذرا بتایا جائے کہ 172 جو خراب پڑے ہیں اس پر کتنا خرچ آئے گا، نئے ریلوے انجن کے حوالے سے بتا دیں، کوئی مزید تو نہیں آپ لینا چاہتے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر محمد حنیف عباسی صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! یہ بھی بڑا relevant question ہے۔ اس question کے اندر میں تھوڑی سی گزارش کروں، سواتی صاحب بیٹھے ہیں کہ 172 میں سے 69 ایسے ہیں جو ہم نے بالکل condemn قرار نہیں دیے، ابھی decision نہیں ہوا۔ یہ تقریباً 2002 میں purchase ہوئے، میرا خیال ہے چھ ماہ سے بھی زیادہ عرصہ نہیں چلے تھے۔ اس وقت آپ سمجھیں condemn پڑے ہوئے ہیں، ہم ان کا decision کر لیں گے تو باقیوں کے اوپر ہم کام کر رہے ہیں۔ اس وقت ہمارا کوئی نئے لینے کا plan نہیں ہے۔ لیکن ہم کر کیا رہے ہیں؟ ہم اس وقت overhauling کر رہے ہیں، 10 سال سے نہیں ہوئی تھی۔ جناب! 10 سال سے ہمارے locomotives کی، جیسے سینیٹر صاحب نے کہا، جو ریلوے کی جان ہوتی ہے۔ اگر اس میں سے ایک locomotive ہی minus کر دیں تو پھر باقی ریلوے کے اندر کچھ رہتا ہی نہیں ہے۔ اسی سے ہمارا core operation بھی چلتا ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں GEU-40 انہوں نے یہاں پر ایک کا لکھا ہوا ہے۔ ہم نے 2016-17 GEU-40, میں خریدے، وہ 20-25 سال چلنے چاہیے تھے۔ ان میں سے traction motor ہے، میں تھوڑا سا civil جانتا تھا لیکن mechanically بھی کچھ چیزیں جان گیا ہوں۔ وہ full six traction motor کے ساتھ چلنی چاہیے تھیں لیکن دو کے ساتھ، تین کے ساتھ، چار کے ساتھ پورا load نہیں کھینچ رہے تھے۔

جناب والا! اب ہم الحمدللہ ان 40 کو بھی overhaul کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم 20-30 ZCU کو بھی overhaul کر رہے ہیں۔ یہ overhauling ہماری تقریباً ان شاء اللہ تعالیٰ March 23rd maximum تک ساری مکمل ہو جائے گی لیکن ہر مہینے دو تین overhaul ہو کر fleet میں شامل ہو رہے ہیں۔ ایک اور question تھا overhauling کے لیے ہمیں 45 billion مزید درکار ہیں۔ 45 ارب locomotive کے لیے لیکن اس وقت financially صورت حال آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں۔ ہماری کوشش ہے، وزیر اعظم صاحب نے یہی کہا کہ ان شاء اللہ پاکستان ریلوے، پرسوں میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا پاکستان ریلوے کے حوالے سے ہر صورت آپ کے ساتھ کھڑا ہوں۔ ہم ان شاء اللہ جیسے ML-1 پر کام کر رہے ہیں، اسی طریقے سے میں نے انہیں کچھ funding کے لیے کہا ہے، وہ funding بھی مجھے مل جائے گی۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ، منسٹر صاحب۔ سینیٹر صاحب۔ (جاری۔۔۔T05)

جناب محمد حنیف عباسی۔۔۔ (جاری)۔۔ان شاءاللہ تعالیٰ جیسے ہم ML1 پر کام کر رہے ہیں، اسی طریقے سے میں نے ان سے کچھ funding کے لیے کہا ہے، وہ funding بھی مجھے مل جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: آپ مال اٹھا کر Industrial Estate تک لے جانا چاہ رہے ہیں، وہ کام کہاں تک پہنچا جس میں آپ حطار انڈسٹریل سٹیٹ بھی فعال کر رہے تھے، براہ مہربانی اس کے بارے میں بھی بتادیں کیونکہ یہ بہت اہم ہے۔

جناب محمد حنیف عباسی: جی بالکل ٹھیک ہے۔ ہماری meetings traders کے ساتھ چلتی رہی ہیں۔ ہمارا issue ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کراچی سے جو کارگو حطار انڈسٹریل سٹیٹ کا آ رہا ہے ہم direct وہاں لے کر جائیں۔ اس کے لیے میں تیار ہوں، ہماری طرف سے کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ ہم حطار سٹیشن تک نہیں جا سکتے ہیں، وہاں پر صرف ایک meeting درکار ہے، وہ ہم ان کے ساتھ کرنے جا رہے ہیں اور جو کارگو road سے سستا ہو گا ہم ان شاءاللہ تعالیٰ انہیں پہنچا کر دیں گے، یہ میرا آپ سے وعدہ ہے، اس کے لیے مزید meeting درکار ہے کہ آپ ہمیں کتنا load دیں گے، یہاں سے کتنا load جائے گا، یہ کر لیں تو ان شاءاللہ تعالیٰ ہمارے پاس rolling stock کی availability موجود ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب کون سا question ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر ۴ ہے جی، آپ نے تو بٹن دبایا ہوا ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب وہ میں نے پہلے دبایا تھا۔ جناب میرا سوال یہ تھا کہ ہمارے جو یہاں پر repair stations or workshops ہیں وہ کتنی equipped ہیں اور ہم کون سے tools خود بناتے ہیں اور کون سے import کرتے ہیں؟ ساتھ ہو ساتھ یہ بھی بتادیں کہ جو locomotives ہیں ان میں سے کون سے ایسے ہیں جو out dated ہو گئے ہیں، جن کی repair اس وقت possible نہیں ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عباسی صاحب، شاید آپ نے figures بتائے ہیں؟

جناب محمد حنیف عباسی: جی میں نے بتا دیے تھے، وہ 69 DPU ہے اور ایک جو محسن صاحب نے پہلا سوال کیا تھا وہ میں بھول گیا ہوں، اس سے پہلے محسن صاحب آپ کیا کہہ رہے تھے؟

سینیٹر محسن عزیز: میں عرض کیا تھا کہ ہمارے پاس کون سی facility موجود ہے کہ ہم ان کی repairing کر سکتے ہیں؟ اس کے علاوہ آپ کون سا part خود بناتے ہیں اور کون سا منگواتے ہیں؟

جناب محمد حنیف عباسی: ہماری workshops میں کسی وقت میں بہت سی items بنا کرتی تھیں، ہماری CFI کو چھوڑ کر لاہور کی جتنی workshops ہیں وہ ساری کی ساری مشینری out dated ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ہم اسے چلا رہے ہیں اور اس کے لیے ہم نیا package اس PSDP میں لا رہے ہیں لیکن ہماری workshops پہلے non-functional تھیں، آج اللہ کے کرم سے functional ہو گئی ہیں۔ میں پانچ سے چھ چیزوں کے نام لے دیتا ہوں جیسے truss bar ہے، node pin ہے، break shoes ہیں، bushes ہیں، یہ ساری چیزیں ہماری اپنی workshops میں بن رہی ہیں، کافی ساری چیزیں ہیں جو تیس سے چالیس ہوں گی اگر آپ کہیں گے تو میں آپ کے سامنے رکھ دوں گا لیکن بہت سی items بن رہی ہیں۔ محسن صاحب، Workshops سات سال سے بند تھی، اسے الحمدللہ ہم نے restore کیا ہے، اس کی renovation بھی ہو رہی ہے، اس کی لیب کو بھی strong کر رہے ہیں۔ آپ نے جو پوچھا کہ کس چیز کو ہم نہیں بنا سکتے ہیں تو وہ 69DPU ہے۔ یہ وہ locomotives ہیں جو 03-2002 میں purchase کیے گئے تھے وہ بالکل condemn ہو چکے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ۔ سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ میرے خیال میں بیماری کی وجہ سے آپ کی بہت مہربانی آپ wheel chair پر بھی آتی ہیں، اللہ آپ کو شفا دیں۔ جی مرزا آفریدی صاحب۔

سینیٹر مرزا محمد آفریدی: جناب میرا سوال منسٹر صاحب سے ہے کہ جو ML1 تھا، جب یہ منصوبہ بنا تھا وہ تب کتنے amount کا تھا اور اب کتنے amount کا ہو گیا ہے؟

جناب محمد حنیف عباسی: جناب اگر اس وقت بن جاتا تو میرے خیال میں 6 billion کا تھا، آج میرے خیال میں ساڑھے سات یا آٹھ تک ہے، میں exact تو نہیں بتا سکتا لیکن تقریباً بات آٹھ بلین تک چلی گئی ہے۔ اس میں 02 billion increase ہوا ہے، اس وقت نہ

بننے کی وجہ سے اس میں increase بھی آیا ہے، escalation بھی ہوئی ہے لیکن اگر اس وقت یہ implement ہو جاتا تو یہ بات سینیٹر صاحب کی بالکل ٹھیک ہے کہ اس وقت یہ تقریباً چھ ارب ڈالر کا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی شکریہ۔ سینیٹر محمد اعظم خان سواتی صاحب۔

Q. No.7.

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جی جناب۔ میں on a lighter note وزیر صاحب سے کہوں گا کہ اپنے حساب کتاب سے جو 22000 کی آسامیاں ہیں انہیں بھی scratch کریں۔ جب آپ technology کی طرف جا رہے ہیں تو پھر آپ کو اتنی manpower کی ضرورت نہیں ہے بلکہ 50000 اور کم کر دیں تو ہمارے قابل قدر bureaucrats اس کا جواب دے دیتے ہیں۔ ہاں ضرور یہ کوئی important ہوں گی لیکن جب آپ technology infuse and introduce کر رہے ہیں تو پھر تو manpower کی ضرورت بہت کم ہو جاتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یا جو میری suggestion ہے کیا اسے یہ قبول کریں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمد حنیف عباسی صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: جناب چیئرمین! ہم نے 18000 کے قریب آسامیوں کو abolish کیا ہے اور اس میں سے ہمیں جن کی بہت ضرورت تھی اور اہم تھیں وہ ٹوٹل کوئی 1400 کے قریب ہیں جو کہ under process ہیں تو بالکل آپ کی پالیسی اور اسی سوچ پر عمل کرتے ہوئے ہم نے آتے ہی، یہ آج کی بات نہیں ہے ہم نے آتے ہی وزیر اعظم صاحب کے vision کے مطابق کیونکہ انہوں نے کہا تھا اور ویسے بھی ریلوے میں ہم اس طریقے سے recruitment کر ہی نہیں سکتے ہیں، ہمیں اگر کوئی ضرورت ہوتی ہے تو ہم contract پر اتنے لوگ رکھ لیتے ہیں اور یہ نہیں کہ دھڑا دھڑ ہزاروں کی تعداد میں بھرتیاں کریں جیسا کہ پہلے پاکستان ریلوے میں کیا جاتا تھا، اب وہ فیشن ختم ہو گیا ہے اور یہ صورت حال ہے کہ ہم خیبر پختونخوا، پنجاب، سندھ اور بلوچستان چاروں صوبوں کے لیے vacancies hire کر رہے ہیں باقی سب abolish کر دی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر پرویز رشید صاحب آپ کا ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ، جناب چیئرمین! ابھی محترم وزیر صاحب نے ہمیں بتایا ہے کہ کوئی ساٹھ کے قریب ریلوے کے انجن صرف چھ ماہ چلے اور اس کے بعد وہ ناکارہ ہو گئے۔ جناب میرے لحاظ سے یہ ایک انتہائی بڑی خبر بنتی ہے کیونکہ ایک ریلوے انجن اربوں روپے کا آتا ہے اور ساٹھ انجن تو کوئی کھربوں روپوں کے آئے ہوں گے۔ جو ساٹھ انجن صرف چھ ماہ چلے کیا اس کے بارے میں بتائیں گے کہ اس وقت کون وزیر ریلوے تھا، کس کی حکومت تھی، کتنے ارب کا نقصان ہوا اور اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے کسی کو سزا ملی، مقدمہ بنا، اس کی تفصیلات میں جاننا چاہوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پرویز رشید صاحب، میری گزارش یہ ہے کہ وہ سوال گزر چکا ہے اور اس پر تین ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔ اگر آپ مہربانی کریں تو یہ دوسری practice ہو جائے گی۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میری گزارش سن لیں، وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایوان کو ہم rules کے مطابق نہیں چلا رہے۔ میڈم روبینہ قائم خانی صاحبہ ایک گزارش سن لیں، آپ late آئی ہیں، میڈم شیری رحمان صاحبہ تشریف رکھتی ہیں، بات یہ ہے کہ ہر سوال کے تین ضمنی سوالات ہوتے ہیں، دوست attentive رہیں اگر آپ لوگ اس وقت سوال کریں گے کہ جب ہم چوتھے سوال پر جا چکے ہیں، وہ میرے senior بھائی ہیں، میں درخواست کروں گا کہ vacancy والے سوال پر کسی کو کوئی ضمنی سوال ہے تو بتائیں؟ جی سینیٹر وقار مہدی صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جان بلیدی صاحب، مجھے معلوم ہے کہ جب تین ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔ سینیٹر سید وقار مہدی صاحب۔ دوستوں کی بہت مہربانی بڑے تحمل کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ جناب۔ میں سوال کرنے سے پہلے کہوں گا کہ پرویز رشید صاحب نے بھی بڑا اچھا اور relevant سوال کیا تھا، اس کا بھی جواب ملنا چاہیے تھا۔ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ جتنی بھی آسامیاں تھیں وہ ہم نے abolish کر دی ہیں یعنی کہ ختم کر دی ہیں لیکن یہاں لکھا ہوا ہے کہ پاکستان ریلوے کے پورے نظام میں صوبہ وار خالی آسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ خالی آسامیوں کا لکھا ہے، یہ نہیں لکھا کہ ختم کر دی گئی ہیں۔ جواب کے اندر ختم کرنے کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ یہاں پر بتا رہے ہیں کہ چاروں صوبوں میں اس وقت 22546

آسامیاں خالی ہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر abolish ہو گئی ہیں تو یہاں ذکر کیوں نہیں ہے، یہاں لکھنا چاہیے تھا کہ ختم کر دی گئی ہیں، اس کا مطلب ہے کہ بجٹ کے اندر sanction strength ان کے پاس موجود ہے کہ یہ خالی آسامیاں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر محمد حنیف عباسی صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: جناب میرے بھائی نے بہت اچھا ضمنی سوال کیا ہے۔ میں دوبارہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس 18000 آسامیاں abolish ہو گئی ہیں، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے، اس کی تفصیل ہم اگلے سوال میں دے دیں گے۔ اس break-up کے بعد میں نے کہا کہ ہم نے کوئی process نہیں کیا ہے سوائے یہی process کیا ہے اور اگر یہ بھی باقی ہیں تو یہ بھی abolish ہو جائیں گی، ہمیں ان کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ population blast کی وجہ سے ہمیں نوکریوں کی ضرورت ہے۔۔۔

آگے جاری۔۔۔(T-06)

T06-30Oct2026 FAZAL/ED: Mariam 11:20 am

سینیٹر محسن عزیز: (جاری ہے۔۔۔۔) جناب! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ population blast کی وجہ سے ہمیں نوکریوں کی ضرورت ہے اور پاکستان میں نوکری دینے کے ادارے حکومت ہوتی ہے یا private ادارے ہوتے ہیں۔ Private اداروں کا آپ کو پتا ہے کہ اس وقت بہت خراب حالات ہیں۔ وہ اپنی جگہ پر بات ہے، لیکن at the same time اگر ایک department ہے، جس طرح Railway کی ہماری ایک Ministry ہے، تو اس میں مجھے بتایا جائے کہ automation لانے اور AI کے استعمال کے ساتھ ساتھ آپ اس سے کتنے مفید ہوئے ہیں، کتنا اس سے آپ نے فائدہ اٹھایا ہے اور آپ کی administrative cost کتنی کم ہوئی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمد حنیف عباسی صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی (وفاقی وزیر برائے ریلوے): یہ بھی بڑا relevant question ہے۔ اس میں تھوڑی سی گزارش یہ کروں گا کہ میرے آنے سے پہلے ہمیں 100 Rupees earn کرنے کے لیے 110 روپے یا 105 روپے خرچ کرنے پڑتے تھے۔ آج جو میری operating cost ہے، ہمیں 100 Rupees earn کرنے کے لیے 84 Rupees خرچ کرنے پڑ رہے ہیں۔ اب جب

ہم automation پر جا رہے ہیں، in future digitalization پر تو الحمد للہ ہم مکمل ہو چکے ہیں۔ 31 December اس کی completion ہے، اس کی تفصیل پھر کسی وقت جب question آئے گا تو میں آپ کو بتا دوں گا۔ اس سے ہمیں بڑا فائدہ ہوا ہے۔ جب مجھے ترکیہ میں counterpart نے بلایا ہوا تھا تو ان کی workshops میں جہاں locomotive بن رہے تھے، جہاں rolling stock بن رہا تھا، آپ حیران ہوں گے کہ وہاں total جو human intervention تھی وہ maximum 300 کے قریب تھی۔

کہنے سے مراد یہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ تو میں نے operating cost آپ کو بتا دی ہے کہ یہ 84 روپے ہے۔ سینیٹر صاحب! Pakistan Railways نے 78 سالہ history میں پہلی دفعہ، بہت سارے issues ہیں، میں ان کو بھی کسی وقت آپ کہیں گے تو بتا دوں گا۔ پہلی دفعہ اس 78 سالہ تاریخ میں earning میں 100 Billion کراس کیا ہے تو یہ بھی credit اس ٹوٹی ہوئی track کے اوپر جس کو اب ہم بنانے جا رہے ہیں، یہ بڑا مشکل مرحلہ تھا جس کو ہم نے سر کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ۔ آپ بیٹھ کے بات کر سکتی ہیں۔ آپ Wheelchair پر بیٹھ کے بات کر لیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میرا ایک بہت سیدھا سا سوال ہمیشہ ہوتا ہے، وہ یہی ہوتا ہے کہ انہوں نے جو Number of Vacant Posts in Pakistan Railways from Grade 1 to Grade 21 دیے ہیں، اس میں چاروں Provinces کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ ICT میں بھی تو گولڑہ ریلوے اسٹیشن ہے، اس کا organogram مجھے بتائیں گے کہ اس میں کوئی ہے، یہاں پر ریلوے اہلکار ہیں، وہ کس grade میں بھرتی ہوئے ہیں اور اب کس grade میں ہیں؟ یہ ہمیشہ miss out ہوتا ہے۔ ICT is never taken on any جو بھی آپ یہ graph دیتے ہیں یا کچھ chart دیتے ہیں، ICT is always ignored.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحبہ! یہ چونکہ vacancies سے متعلق ہے۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: ہاں تو vacancy سے متعلق میں پوچھ رہی ہوں۔ گولڑہ ہمارا ریلوے اسٹیشن ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ گزارش سن لیں۔ جس طریقے سے senior parliamentarian پرویز رشید صاحب کو گزارش کی ہے۔ وہ question گزر چکا تھا۔ اس وجہ سے آپ late ہو گئیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: نہیں، میں تو اس chart کے اوپر بات کر رہی ہوں۔ اس میں ICT کا نام نہیں ہے۔ تو اس کو دیکھیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، وہ آپ کا question تو گزر چکا ہے۔ آپ بعد میں کچھ نہیں پوچھ سکتی۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: اس کا جواب تو مل سکتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سید مسرور احسن صاحب۔

(Q. No. 8)

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب چیئرمین! انہوں نے right of way کے حوالے سے جواب دیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ML-1 کے ارد گرد متاثر ہونے والی آبادیوں کا کوئی Map بنایا گیا ہے؟ اور اگر Map بنایا گیا ہے تو اس کی وضاحت کریں اور کچی اور پکی آبادیوں کے درمیان کیا فرق رکھا گیا ہے؟ اس کے ساتھ اس منصوبے کے environmental impacts کا بھی کوئی جائزہ لیا گیا ہے اور اس کی بھی کوئی report ہے تو وہ جاری کی جائے۔ کیونکہ یہ دونوں طرف کہتے ہیں کہ ہم اتنی چوڑائی کا فاصلہ رکھیں گے، لیکن ان کی اپنی Report کے مطابق کراچی سے روہڑی تک جو ML-1 بنائی جا رہی ہے، اس میں فاصلے مختلف ہیں، کہیں 40 Feet ہے، کہیں 60 Feet ہے، کہیں 30 Feet ہے۔ اس میں کچی اور پکی آبادیاں زیادہ آتی ہیں۔ تو دیکھا یہ جاتا ہے کہ کچی آبادیوں کو تو مسمار کر دیا جاتا ہے اور پکی آبادیوں کو اپنی جگہ برقرار رکھا جاتا ہے، جس میں Police Head Office بھی آتا ہے، اس میں Stock Exchange بھی آتا ہے۔ تو ایسا کوئی ارادہ ہے؟ اور اگر جو متاثر ہو رہے ہیں اس Railway Line کی وجہ سے، ML-1 کی وجہ سے، ان متاثرین کو بحال کرنے کے لیے کوئی الگ جگہ رکھی گئی ہے یا نہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمد حنیف عباسی صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی: شکریہ، جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی detailed engineering design کے اوپر کام ہو رہا ہے اور اس کے اوپر ابھی یہ process جاری ہے۔ ابھی exact میں ان کو نہیں بتا سکتا کہ یہ جگہ جا رہی ہے، یہ نہیں جا رہی، لیکن ان شاء اللہ یہ ensure کریں گے کیونکہ اس میں Asian Development Bank بھی involved ہے۔ Asian Development Bank والے ان تمام شرائط کو منوا کر بعد میں کسی project میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ میں ان کو ensure

کرتا ہوں کہ جس کو بھی dislocate کیا جائے گا، اگر وہ اس میں آئیں گے تو ان کو متبادل کے طور پر جگہ دی جائے گی اور اس صورت حال میں ان سے ہم vacate کروائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں honourable Minister صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ML-1 کا جو timeline ہے، وہ اگر بتادیں اور دوسرا ML-1 کے بعد جو second phase ہے، اس کے اوپر اگر تھوڑی روشنی ڈال دیں تو بڑا اچھا ہوگا۔ شکریہ۔

جناب محمد حنیف عباسی: جناب چیئرمین! یہ بھی بڑا relevant question ہے جو سینیٹر صاحب نے کیا ہے۔ اس کے اندر یہ ہے کہ اگر یہ ML-1 portion میں بھی بنتی تو آج شاید بن چکی ہوتی، لیکن چلیں، اب شروع کیا ہے، دیر آید درست آید، کہ Prime Minister صاحب نے فیصلہ کیا اور اس فیصلے کو انہوں نے یہاں پر محدود نہیں کیا کہ پنجاب سے شروع کرتے ہیں بلکہ انہوں نے کہا کہ روہڑی سے کراچی جو 480 کلومیٹر ہے، اس portion کو اٹھایا۔ اب آگے وہ جو روہڑی سے ملتان ہے، اس کے اوپر بھی کام شروع، کام شروع سے مراد یہ ہے کہ اس کے اوپر بھی ہماری جو local Banks ہیں، ان کے consortium کے ساتھ اس کو بھی شروع کرنے لگے ہیں۔ لیکن یہ 480 کلومیٹر جو ہے یہ ہم ground breaking جو ہے maximum ہم جنوری کہہ رہے ہیں اور Asian Development Bank والے جون کا کہہ رہے ہیں، درمیان میں راستہ بن جائے گا تو ہم اس کو ان شاء اللہ شروع کر لیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر دنیش کمار صاحب! آپ کا کوئی supplementary ہے؟

سینیٹر دنیش کمار: نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان کا نہیں ہے۔

سینیٹر سید مسرور احسن: میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب مسرور احسن صاحب! question در question نہیں ہوتے۔ میری گزارش ہے کہ آپ سینیئر ہیں، Advocate بھی ہیں اور Secretariat موجود ہے۔ Question در question میرے خیال میں Rules

allow نہیں کرتے ہیں، لیکن ان کے بعد آپ دوبارہ کوئی بات پوچھ لیں۔ دیکھیں، ہماری پارلیمانی لیڈر صاحبہ بھی بیٹھی ہیں۔ یہ Rules کی بات ہے۔ سینیٹر طلحہ محمود صاحب! بات کیجیے گا۔

سینیٹر طلحہ محمود: میں جناب محترم وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 480 کلومیٹر کراچی تا روہڑی کے لیے ML-1 کا جو پروگرام ہے، بہت زبردست پروگرام ہے اور میں بالکل اس بات سے agree کروں گا۔ یہ تو بہت عرصہ پہلے شروع ہونی چاہیے تھی لیکن اب شروع ہو رہی ہے۔ مثال کے طور پر جس طرح آپ نے کہا جنوری تا جون کے درمیان کسی وقت پر یہ start ہو جائے گا تو وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس کو complete ہونے میں کتنا time لگے گا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب کچھ کہنا ہے تو کہہ دیں۔

جناب محمد حنیف عباسی: سینیٹر صاحب نے جو پوچھا ہے اس کا جواب میں دے دیتا ہوں۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ سینیٹر صاحب! ان شاء اللہ تعالیٰ یہ maximum 3 Years کا ہمارا contract ہوگا لیکن جیسے وزیراعظم صاحب کی speed ہے اور ان کا ایک کارکن ہونے کی حیثیت سے جو ہماری راولپنڈی اور اسلام آباد کے اندر delivery ہے، ان شاء اللہ اس کو دو سے اڑھائی سال میں مکمل کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر مسرور احسن آپ کوئی بات پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: ویسے مستقل تین سوالات تھے اور اس میں بہرحال آپ نے جو Ruling کی بات کی، میں اس کو تسلیم کرتا ہوں، لیکن میرا آگے جو question ہے اس کو آگے کے لیے defer کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، آگے والا آپ کا جو next question ہے اس کو defer کر دیں گے۔

The Question Hour is over[1]. The remaining questions and their printed replies placed on the Table of House shall be taken as read.

جناب! حکم کریں۔ (جاری ہے۔۔۔۔۔T07)

T07-30Oct2026 Abdul Razique/Ed: Neelam 11:30 p.m.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر جان محمد صاحب، حکم کریں۔

[1] *[The remaining questions and their printed replies placed on the table of the House were taken as read.]*

سینیٹر جان محمد: ہمارے جتنے سوالات جو روزانہ آتے ہیں، وہ 50ویں نمبر پر آتے ہیں۔ ایسا کیا ہے کہ سینیٹر شہادت ایوان کے سوالات first, second and third پر آتے ہیں۔ یہ بتایا جائے۔ یعنی ایسا کیا ہے کہ سینیٹر شہادت اعوان کے سوالات پہلے آتے ہیں۔ ہم سب سینیٹر ہیں لیکن ہمارے سوالات 50 اور 56ویں نمبر پر آتے ہیں سینیٹر شہادت اعوان صاحب جو ہمارے دوست ہیں، ان کے پہلے، دوسرے، تیسرے یا چوتھے پر آتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عبدالقادر صاحب، کوئی بات نہیں کریں گے۔ وہ میرے چھوٹی بھائی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ایسی بات نہیں کرتے ہیں۔ میں جواب دے دیتا ہوں۔ چونکہ آج جمعہ ہے،۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں ابھی جواب دیتا ہوں بلکہ آپ کو طریقہ بھی بتاؤں گا وہ بھی بغیر فیس کے جس سے آئندہ آپ کے سوالات بھی پہلے نمبر پر آئیں گے۔ دوستوں کو سن لیتے ہیں۔ جی سینیٹر سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بڑی مہربانی۔ یہ ایک public importance کا question ہے۔ ایک منٹ بھی نہیں لگے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سواتی صاحب، مجھے پتا ہے کہ آپ نے ایک important بات کرنی ہے۔ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ Answer book آپ کے سامنے ہے۔ جس طرح آج بھی میرے سوالات لگے ہوئے تھے، یہ جب leftover آگے چلے جاتے ہیں تو senior ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنے سوالات دوبارہ late جمع کرواتے ہیں۔ میں نے rule میں amendment دی ہوئی ہے جو اگلی دفعہ آجائے گی کہ ترتیب وہی چلے گی اور میں نے آپ ہی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے یہ کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جان بلیدی صاحب۔

سینیٹر جان محمد: دیکھیں ہمارے سوالات تو آپ نے ختم کر دیے اور آپ کے بار، بار آرہے ہیں۔ یہ کیا بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ اس لیے کہ آج وہ take up نہیں ہوئے۔

سینیٹر جان محمد: Take up تو ہمارے بھی نہیں ہوئے۔ آپ صرف اپنے سوالات کو نہیں بلکہ ہم سب کے سوالات کو کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی طلال چوہدری صاحب۔

سینیٹر طلال بدر چوہدری: جناب میں درمیان میں بھی آپ کو گزارش کرتا رہا ہوں۔ ایک، ایک سوال پر اتنی لمبی detail بحث پھر اب مجھے یہ بتایئے کہ جو باقی سوالات ہیں، اس پر صرف میرا ٹائم سرف نہیں ہوا بلکہ پورے ڈیپارٹمنٹ کا ہوا ہے۔ اس کے بعد سینیٹرز بھی ادھر انتظار کرتے ہیں۔آپ اس کا ٹائم دو گھنٹے کرلیں کیونکہ ہمیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ جتنے questions آئیں، کم از کم اتنے رکھے جائیں جتنے سوالات پر discussion ہو سکتی ہے۔ میری گزارش سنیں۔ گزارش یہ ہے کہ ایک تو اچھا ماحول ہے کیونکہ کوئی کورم کی نشاندہی نہیں کرتا۔ دوسرا یہ کہ Question Hour ہی۔۔۔۔پوری بات تو سن لیں۔ جو oversight کا role ہے،اس متعلق سب سے زیادہ سوالات آرہے ہیں۔اگر ایک سوال پر آپ 15 15 منٹ لگائیں گے تو پھر آپ سوال ہی چار رکھ لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلال چوہدری صاحب، چونکہ آپ ہمارے لیے۔۔۔۔ ایک منٹ۔طلال چوہدری صاحب، چونکہ آپ ہمارے سینیٹر اور ممبر ہیں،آپ ہمارے دوست بھی ہیں اور سینیٹ کے rules چونکہ ایک گھنٹہ اس کے لیے provide کرتے ہیں اور جس کا rota ہوتا ہے،اسی لحاظ سے سوالات رکھے جاتے ہیں۔جی سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محسن صاحب،آپ نے صحیح کہا۔

سینیٹر روبینہ خالد: جناب، میں آپ سے بہت کم وقت مانگتی ہوں۔ میں کسی حد تک سینیٹر طلال سے agree کروں گی کہ ہم Question Hour پر بہت زیادہ ٹائم لگاتے ہیں اور جو matters of public importance ہیں،اس وقت لوگوں کے جو ایشوز ہیں، اس پر ہم بالکل بات ہی نہیں کررہے۔ دونوں طرف ہاؤس میں بیٹھے ہوئے جو میرے colleagues ہیں، یہ میں ان سے کہہ رہی ہوں۔ اس وقت لوگوں کے جو مسائل ہیں، جو public importance کے matters ہیں، وہ ہم بالکل sweep under the carpet کررہے ہیں۔اس وقت لوگ بہت تکلیف میں ہیں اور بہت سارے ایشوز ہیں۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ ریلوے کے بارے میں جو questions ہوئے،ان پر یہ discuss ہوا کہ جو سی آئی پی لاؤنجز ہیں، وہ بہت بہترین کر دی گئی ہیں۔ کیا سی آئی پی لاؤنجز عوام کا ایشو ہے۔What about all those people جو عام لاؤنج میں جاکر بیٹھتے ہیں۔ ان کے لیے ہم نے کیا کیا ہے۔ چیئرمین صاحب مجھے تھوڑا بولنے دیں کیونکہ اگر میرا as a Member frustration level اتنا بڑھ گیا ہے اور جو باتیں میں یہاں سنتی ہوں تو عام لوگوں کا اس وقت کیا حال ہوگا جب وہ ہاؤس کی کارروائی دیکھتے ہوں گے۔ لوگ جب ہماری یہ

کارروائی دیکھتے ہوں گے تو ہمارے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے کہ ہم سارا دن اپنا وقت ضائع کرتے ہیں ادھر ادھر کی باتوں میں اور جو matters of public importance ہیں، نہ کوئی انہیں اٹھاتا ہے اور نہ ہی اس پر بات ہوتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر روبینہ خالد: جناب، میں تشریف ضرور رکھوں گی۔ آپ کا جو حکم ہوگا تو میں تشریف رکھوں گی۔ ہمارا کام تشریف رکھنے کے علاوہ اور رہ کیا گیا ہے۔ ہم تشریف ہی رکھیں گے۔ مہربانی کریں کہ public importance کے جو ایشوز ہیں، ملک میں جو ہو رہا ہے، وہ ہم کیسے۔۔۔۔ آپ کا حکم بجا، سر آنکھوں پر لیکن خدا کے لیے میری اپنے تمام colleagues سے یہ اپیل ہے کہ لوگوں کے دکھ اور درد کی بھی بات کریں، ان کی تکالیف کی بھی بات کریں۔ اس وقت جو عام آدمی ہے، اس کی بات کریں۔ سی آئی پی لاونجز، بلیو پاسپورٹس اور پتہ نہیں کون سا پاسپورٹ، یہ عوام کے ایشو نہیں ہیں۔ عوام کے ایشو کچھ اور ہیں اور مہربانی کرکے ان پر focus کریں، شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. We may now take up leave applications.

Leave of Absence

Mr. Presiding Officer: Senator Anusha Rehman Ahmed Khan has requested for the grant of leave for 23rd October, 2026, during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Nadeem Ahmed Bhutto has requested for the grant of leave for 29th and 30th October, 2026, during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Fawzia Arshad has requested for the grant of leave for 26th October, 2026, during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Syed Kazim Ali Shah has requested for the grant of leave for 23rd and 29th October, 2026, during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Asad Qasim has requested for the grant of leave for 27th and 29th October, 2026, during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: We now move on to Order. No. 3. It stands in the name of Minister In-charge, Cabinet Secretariat.

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحبان، گزارش سنیں کہ جب تک بزنس ختم نہیں ہوگا۔۔۔ محسن صاحب نے بھی وہی بات کی۔ سب کو وقت ملے گا۔

Minister In-charge, Cabinet Secretariat may move Order. No. 03. On his behalf, Minister of State for Interior.

Introduction of [The Oil and Gas Regulatory Authority (Amendment) Bill, 2026]

Senator Tallal Badar Chaudary: I, on behalf of Minister In-charge, Cabinet Secretariat, introduce a Bill further to amend the Oil and Gas Regulatory Authority Ordinance, 2002 [The Oil and Gas Regulatory Authority (Amendment) Bill, 2026].

Mr. Presiding Officer: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. We now move on to Order. No. 4. It stands in the name of Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training. On his behalf, Minister of State for Interior.

Consideration and passage of [The Pakistan Study Centres (Amendment) Bill, 2026]

Senator Tallal Badar Chaudary: I, on behalf of Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training, move that the Bill further to amend the Pakistan Study Centres Act, 1976 [The Pakistan Study Centres (Amendment) Bill, 2026], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Second Reading of the Bill. Clause 2 to 8. There is no amendment in Clause 2 to 8…

(Contd T08)

T08-30 Oct2026 Taj/Ed. Neelum 12:40 p.m.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed? I now put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted. Clauses 2 to 8. There is no amendment in Clauses 2 to 8, so I will put these clauses before the House as one question. The question is that clauses 2 to 8 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clauses 2 to 8 stand part of the Bill. We may now take up Clause 1, The Preamble and the Title, of the Bill. The question is that Clause 1, The Preamble and the Title, do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clause 1, The Preamble and the Title, stands part of the Bill. Order No. 5, Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education

and Professional Training. On his behalf Senator Tallal Sahib, please move Order No. 5.

Senator Muhammad Tallal Badar: Sir, on behalf of Minister for Federal Education and Professional Training, I move that the Bill further to amend the Pakistan Study Centres Act, 1976 [The Pakistan Study Centres (Amendment) Bill, 2026], as passed by the National Assembly, be passed.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted and the Bill stands passed. Order No. 6, Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training. On his behalf Senator Tallal Sahib, please move Order No. 6.

Consideration and passage of [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2026]

Senator Muhammad Tallal Badar: Sir, on behalf of Minister for Federal Education and Professional Training, I move that the Bill further to amend the Federal Board of Intermediate and Secondary Education Act, 1975 [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2026], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed? I now put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted. Clauses 1 (a) and 2. There is no amendment in Clauses a (a) and 2, so I will put these clauses before the House as one question. The question is that clauses 1 (a) and 2 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clauses 1 (a) and 2 stand part of the Bill. We may now take up Clause 1, The Preamble and the Title, of the Bill. The question is that Clause 1, The Preamble and the Title, do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clause 1, The Preamble and the Title, stands part of the Bill. Order No. 7, Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training. On his behalf Senator Tallal Sahib, please move Order No. 7.

Senator Muhammad Tallal Badar: Sir, on behalf of Minister for Federal Education and Professional Training, I move that the Bill further to amend the Federal Board of Intermediate and Secondary Education Act, 1975 [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2026], be passed.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted and the Bill stands passed.

(The House welcomes the students and Faculty Members of the National University of Technology, Islamabad, who are seated in the Visitors' Gallery.)

Mr. Presiding Officer: Order No. 8. There is a Calling Attention Notice in the name of Senator Mohsin Aziz, please raise the matter.

سینیٹر محسن عزیز: جناب! میں اس پر بات کرنے سے پہلے یہ کہوں گا کہ جس طریقے سے ایوان چل رہا ہے، اس کو بند کر دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ آپ Bills کو وہاں پر بھجواتے نہیں اور جو یہاں پر وعدے وحید ہوتے ہیں، ان کو پورا نہیں کیا جاتا۔ کل یہاں پر ایک بات ہوئی تھی، رانا ثناء اللہ صاحب نے ایک وعدہ فرمایا تھا۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محسن عزیز صاحب! آپ کے کہنے پر آپ کے کل کا business آج لگایا ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: میں آج کس کو سناؤں؟ خود ہی پڑھوں اور خود ہی جواب دوں، مطلب میں اپنے بل پر کیا کروں۔ میں اپنےmotion پر کیا کروں، آپ مجھے بتائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا آپ نے توجہ دلاؤ نوٹس پر کوئی بات کرنی ہے؟

سینیٹر محسن عزیز: کرنی ہے۔ کس سے بات کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تو کریں ناں۔ منسٹر صاحب! تشریف رکھیں۔

سینیٹر محسن عزیز: یہ وزیر صاحب اس کے لیے نہیں بیٹھے ہیں۔ وہ تو کوئی اور ہوگا۔ یہاں پر کون بیٹھا ہوا ہے، آپ بتائیں تو سہی۔ کم از کم آپ ایوان کو چلائیں۔ کل آپ نے یہاں پر وعدہ کیا تھا، رانا ثناء اللہ صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ نورین بی بی کے بچوں کو ملنے دیا جائے گا۔ آپ نے ابھی تک وہ تالا لگایا ہوا ہے۔ آپ کیسے ایوان کو چلا رہے ہیں؟ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ کم از کم خدارا! کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ بات کرنے کا کوئی طریقہ ہوتا ہے۔ ایوان چلانے کا کوئی طریقہ ہوتا ہے۔ کل بھی آپ نے کہا، defer کر دیا۔ اس سے پہلے بھی یہ چار مرتبہ defer ہو چکا ہے۔ آج بھی defer کر دیں، کیا طوفان آ جائے گا۔ دیکھیں جناب! ایسے تو نہیں ہے ناں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب brief تیار کر کے آئے ہیں، آپ matter کو raise کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب! یہ ایسی بات نہیں ہے۔ وہ ماشاء اللہ وزیر داخلہ ہیں، سمجھدار ہیں، ہوشیار ہیں، وہ اپنے داخلہ کو سنبھال رہے ہیں۔ ہمیں ان پر فخر ہے لیکن یہ جواب کوئی اور دے دیں۔ آپ ایوان کو اس طرح کیسے چلا سکتے ہیں، آپ مجھے بتائیں۔ چلیں میں توجہ دلاؤ نوٹس پر بات کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا آپ House کو adjourn کروانا چاہتے ہیں؟ نہیں تو شروع کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: میں کیا کروں، آپ مجھے بتائیں۔ چار مرتبہ میں نے انسانیت کا مظاہرہ کر دیا ہے۔ آج آپ انسانیت کا مظاہرہ کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے، آپ زور نہ لگائیں، مجھے آپ کی آواز پہنچ رہی ہے۔ میں آپ کو یہ گزارش کرتا ہوں کہ دو باتیں ہیں۔ قائد حزب اختلاف بھی تشریف رکھتے ہیں۔ اگر آج اس کو دوسرے منسٹر صاحب کے لیے adjourn کریں تو اگلے اجلاس میں چلا جائے گا ورنہ منسٹر صاحب تیاری کے ساتھ موجود ہیں اور آپ کو جواب دے دیں گے۔

سینیٹر محسن عزیز: کیا آپ جواب دیں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جواب دیں گے، آپ بولیں۔ میں نے پوچھ لیا۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! میں تو بالکل تیار ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محسن صاحب! آپ بولیں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب! طلال صاحب نے اچھی بات کر دی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ میں جواب تو دے دوں گا لیکن اگر آپ کی تفصیلی ہے تو آپ اس کو defer کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کو defer کرتے ہیں۔

سینیٹر محسن عزیز: ایک جب ہمارا بٹن لال ہوتا ہے تو پتا نہیں کیا ہو جاتا ہے، ایک طوفان آ جاتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں محسن بھائی آج جمعہ ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: آج جمعہ ہے، مجھے پتا ہے آپ نے بھی نماز پڑھنی ہے۔ سوا ایک بجے نماز ہوتی ہے۔ ایسی بات نہیں ہے، اللہ خیر کرے گا۔ اگر زندگی رہی تو ہم اکھٹے نماز پڑھیں گے۔ جناب! آپ کہتے ہیں تو میں بات کر لیتا ہوں لیکن ساتھ ہی ساتھ مجھے آپ اجازت دیں کہ میں کچھ اور بات بھی کر لوں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: براہ مہربانی ختم کر لیں، پھر یہ defer کر دیں۔

سینیٹر محسن عزیز: کیوں defer کر دیں۔ کوئی مجھ سے معافی مانگیں کیونکہ آپ نے پانچ مرتبہ مجھ سے یہ defer کروایا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محسن صاحب! آپ کے الفاظ پر میں معذرت کرتا ہوں۔ اب آپ بات کریں۔

Calling Attention Notice raised by Senator Mohsin Aziz regarding the deteriorating condition of the newly constructed Hazara Motorway causing inconvenience to the passengers

سینیٹر محسن عزیز: جناب! بات یہ ہے کہ یہ CPEC کا ایک project بنا تھا۔ چین اور Asian Development Bank نے اس کی funding کی تھی۔ ہمارا پہلا phase ہے، چین سے لوگ آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا کیا شاہکار بن رہے ہیں۔ جناب! وہاں پر وہ شاہکار بن رہے ہیں کہ آج آپ وٹس ایپ پر دیکھیں کہ 625 meters زمین سے اوپر یعنی 2000 plus feet سے اوپر انہوں نے دو کلو میٹر کی bridge بنائی ہے، جب وہ آ کر ہمیں دیکھتے ہیں کہ یہاں پر یہ شاہکار ہیں۔ اس project پر پاکستان کا 169 billion rupees

لگا ہے۔ 2017 میں اس کا افتتاح ہوا۔ حسن ابدال سے لے کر شاہ مقصود تک موٹروے 2018 اور 2020 میں بنا۔ بات یہ ہے کہ یہ بالکل ایک نیا پروجیکٹ ہے۔ (جاری۔۔T09)

T09-30Oct2026 Rafaqat Waheed/Ed: Mubashir 11:50

سینیٹر محسن عزیز: (جاری) اس کے بعد 2018 اور اس کے بعد 2020 میں۔ بات یہ ہے کہ یہ ایک بالکل نیا project ہے اور اس پر one billion per kilometre, cost آئی ہے۔ اس کے مقابلے میں اسی topography کی ایک اور سڑک بنی ہے جس کو سوات موٹروے کہتے ہیں، وہ اس سے 1/3rd of the price میں بنی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: افنان اللہ صاحب! آپ interrupt نہیں کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: مجھے بات تو کرنے دیں۔ ایک تو جواب نہیں ہے، دوسرا بات بھی نہیں کرنے دیتے۔ بات کرنے دیں۔ میرے نمبرز بالکل ٹھیک ہوتے ہیں۔ آپ check کریں، میرے numbers بالکل ٹھیک ہیں۔ Topography کے لحاظ سے وہ بالکل صحیح numbers ہیں لیکن یہ وہ شاہکار ہے، جس نے بھی بنایا ہے، آپ چور کی داڑھی میں تنکا کیوں بولتے ہیں۔ میں نے تو کسی کو یہاں پر چور نہیں بولا، کسی کو غلط نہیں بولا، ایک project کو غلط کہہ رہا ہوں۔ آپ اس کو سننے کے بھی متحمل نہیں ہوتے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: افنان صاحب! منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ آپ پلیز ہاؤس کو چلنے دیں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب! یہی بات ہے، یہ project کس نے بنایا ہے؟ میں نے تو ابھی تک کسی کا نام نہیں لیا، نہ N کا نام لیا، نہ P کا نام لیا ہے اور نہ ا کا نام لیا ہے۔ جناب! بات یہ ہے کہ یہ ایک انتہائی اہم project ہے کیونکہ حسن ابدال سے ایبٹ آباد کو جو سڑک جایا کرتی تھی، وہ بہت narrow ہو گئی تھی، اس پر ٹریفک بہت زیادہ تھی، لہٰذا، اس موٹروے کی اشد ضرورت تھی۔ منصوبے کے مطابق یہ ایک بہت اچھا project devise کیا گیا۔ یہ CPEC کا project تھا جو یہاں سے لے کر مانسہرہ اور اس سے آگے تک بھی جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک تو اس کی cost تھی لیکن cost جو بھی ہو وہ تو رہی ایک طرف، اب اگر صرف دس سالوں میں یہ منصوبہ بیٹھ جائے تو کسی سے تو پوچھنا چاہیے۔ افنان صاحب بات کر رہے ہیں، کسی کو تو اس کا responsible ہونا چاہیے۔

آپ اس project پر جائیں، آپ اس سڑک پر جائیں، ہر پانچ کلومیٹر کے بعد ایک steep قسم کا bump ہے۔ جگہ جگہ سے سڑک بیٹھ گئی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے، اس میں consultant کہاں گیا اور اس میں contractor کہاں گیا؟ The foremost

issue is that this road is prone to accidents. I travel on that road quite a lot during summer. میں دیکھتا ہوں کہ اس میں turns اس طریقے کے بنائے گئے ہیں، اس کے ساتھ وہاں صفائی نہیں ہوتی کہ لوگوں کی گاڑیاں skid کرتی ہیں، خاص طور پر جو immature drivers ہوتے ہیں، ہمارے بچے جنہوں نے نئی نئی ڈرائیونگ سیکھی ہوتی ہے، وہ 110 اور 120 کلومیٹر کی رفتار سے جا رہے ہوتے ہیں تو ان کی گاڑیاں skid کرتی ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ this road is prone to accidents. ہمارے بچے وہاں پر مرتے ہیں۔ آپ پلیز یہاں پر چھلانگیں نہ ماریں اور کام کی بات سنیں۔ کام کی بات یہ ہے کہ میں نے اپنے سامنے accidents دیکھے ہیں۔ میں نے خود وہاں پر بچے اٹھائے ہیں جن کی کوئی غلطی نہیں تھی لیکن وہ turn ایسے ہیں کہ حادثہ ہو سکتا ہے۔

دوسری بات، اس چیز کو دیکھا جائے کہ آیا یہ consultant کی غلطی تھی یا contractor کی غلطی تھی۔ دونوں پر responsibility shift کرنی چاہیے اور دونوں سے پوچھا جانا چاہیے۔ تیسری بات، سڑک کے بیچ میں جو median ہوتا ہے جو کہ دونوں سڑکوں کو divide کرتا ہے، اس میں انہوں نے concrete کی walls لگائی ہیں، وہ تو بالکل ٹھیک ہے لیکن نجانے کس نے design کیا ہے کہ اس کے اوپر اسے اونچا کرنے کے لیے جو flaps لگائے گئے ہیں، وہ پلاسٹک کے لگے ہوئے ہیں۔ آج اگر آپ جائیں تو بلا مبالغہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ 70% of those are broken or in the stage of breaking. بات یہ ہے کہ ان کے اتنے اتنے spikes ہوتے ہیں and they are just a recipe for disaster کیونکہ اس سے ٹائر burst ہو جاتے ہیں، puncture نہیں ہوتے بلکہ burst ہو جاتے ہیں۔ اس چیز کا بھی سد باب کیا جائے۔ اس سڑک پر ہمارے بچے travel کرتے ہیں، ہم خود travel کرتے ہیں۔ ان مسائل کا سد باب کیا جائے۔ اس معاملے کو discuss کیا جائے اور اس سڑک کو فوری طور پر ٹھیک کیا جائے۔ At the same time اس کی انکوائری کروائی جائے۔ یہ check کروایا جائے کہ کس کی غلطی تھی۔ اس کی رپورٹ اس ہاؤس کے سامنے لائی جائے۔ طلال صاحب ابھی اس کے متعلق کچھ بتا دیں گے لیکن چونکہ وہ fully prepared نہیں ہیں، ان کا subject نہیں ہے، اس لیے اس معاملے کو کمیٹی میں بھی بھجوائیں۔ Otherwise یہ ہونا چاہیے کہ اس کے متعلقہ منسٹر جب ایوان میں آئیں، وہ بھی جواب دیں۔ میری یہ request ہو گی کیونکہ یہ معاملہ پانچ مرتبہ defer ہوا ہے۔ ابھی میں ایک point of order کے اوپر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں اس پر بعد میں موقع دوں گا۔ محسن عزیز صاحب! آپ نے دو باتیں کی ہیں۔ ایک منسٹر صاحب سے جواب مانگا ہے، وہ تیار ہیں، جواب دیں گے۔ پھر آپ نے مزید کہا کہ اس calling attention notice کو defer کریں۔ گزارش سن

لیجیے اگر منسٹر صاحب ہی کے لیے آپ کہتے ہیں تو منسٹر صاحب سے میں پوچھ لیتا ہوں۔ وہ تو تیاری کر کے آئے ہیں، آپ کو جواب دے دیتے ہیں۔ اگر آپ مطمئن ہو جائیں گے تو ہم calling attention کو dispose of کریں گے۔ اگر آپ متعلقہ منسٹر صاحب کے لیے کہتے ہیں تو منسٹر صاحب کی اجازت لے لیتے ہیں، اس کو defer کر دیتے ہیں۔ دو میں سے ایک بات ہو سکتی ہے۔ اگر جواب چاہیے تو پھر منسٹر طلال چوہدری صاحب سے جواب لے لیتے ہیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ معزز سینیٹر صاحب نے جو نکات اٹھائے ہیں، اس کا جواب دے سکوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں، آپ کوشش جلدی سے کر لیں۔

Senator Muhammad Tallal Badar, Minister of State for Interior

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! میری گزارش یہ ہے کہ اگر انہیں لگے کہ میرا جواب تسلی بخش نہیں ہے تو اسے defer کرنے کی بجائے، میرے جواب کے بعد مزید سوالات کے لیے آپ اسے کمیٹی میں بھیج دیں تاکہ وہاں آپ اس پر easily بات کر لیں۔

جناب! میں چند چیزیں بتا دیتا ہوں۔ ہزارہ موٹروے (E-35) کا منصوبہ 2015 میں شروع ہوا۔ اس کی completion 2018 میں ہوئی۔ Defect liability period of every project is defined. نہ صرف اس کی feasibility تیار ہوئی بلکہ اس میں third party کی technical evaluation اور دوسری تمام چیزیں بھی ہوئیں جبکہ third party بھی بین الاقوامی کمپنی کے level کی تھی۔ اس کے بعد اس کا period جو کہ دو سال کا ہوتا ہے، 2020 میں مکمل ہوا۔ ان دو سالوں کے دوران اس میں کوئی گڑھا، کوئی depression یا کوئی settlement نہیں ہوئی۔ جب 2020 میں وہ period ختم ہو گیا تو اس کے بعد جو liability ہے کسی کنٹریکٹر کی، third party کی کیونکہ یقیناً اگر اس طرح کی سڑک جس پر heavy traffic اور دوسری traffic چلتی ہے تو اگر کوئی defect ہو تو بہت جلد سامنے آ جاتا ہے۔ دو سال کے period میں نہیں آیا۔ سال 2024 میں یہ شروع ہوا۔ کچھ جگہوں پر یہ چیز سامنے آئی۔ چھ یا سات جگہیں ایسی تھیں جس میں یہ depression, settlement یا یہ issue پیدا ہوا۔ اسی معاملے کو پھر پشاور ہائی کورٹ نے بھی take up کیا۔ اس میں خیبر پختونخوا کی حکومت بھی involve رہی۔

اس وقت اس کی situation یہ ہے کہ اس کے لیے 900 ملین روپے مختص کیے جا چکے ہیں۔ اس کی پوری study کروائی جا چکی ہے جس میں technical چیزیں شامل ہیں، اس کا rock analysis ہے، اس کا soil analysis ہے، اس کی topography ہے، اس کی depression and settlement ہونے کی وجوہات ہیں، ان تمام چیزوں کی comprehensive study کے بعد 900 ملین روپے مختص کرکے اس پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ میرے خیال میں mover کا مقصد تو یہی ہوگا کہ سڑک اگر بنی ہے تو معیاری رہے اور لوگوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس مقصد کے لیے وہ جو چاہتے ہیں، وہ تو کر دیا گیا ہے۔ مزید یہ ہے کہ انہیں موقع دینا چاہیے کہ 900 ملین روپے proper طریقے سے وہاں لگ جائیں۔ اس کے بعد اگر ان کی شکایت دور نہ ہو تو اس اس پر کوئی discussion ہو سکتی ہے یا question بنتا ہے۔ میرے خیال میں یہ اس سڑک کی مرمت ہی کروانا چاہتے تھے۔ اگر وہ اس کی وجوہات جاننا چاہتے ہیں، اس کے لیے جس طرح کی مزید انکوائری کہیں گے، ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! انہوں نے ایک بڑی important چیز کہی ہے جو کہ public کے لیے ہے اور آپ نے بھی بڑی courtesy دکھائی ہے۔ اس معاملے کو کمیٹی میں بھیجتے ہیں تاکہ وہاں پر discussion ہو جائے۔ کوئی چیز ہو گی تو آپ کو assist کرلیں گے، point out کرلیں گے۔ The calling attention notice is disposed of and referred to the Committee.

اگلا آرڈر نمبر ۹ وقار مہدی صاحب کا ہے۔ It is a calling attention notice which stands in the name of Senator Syed Waqar Mehdi and Senator Zamir Hussain Ghumro sahib. وقار مہدی صاحب! کل ہم نے اس کو adjourn کیا تھا، منسٹر صاحب کل موجود تھے، ہم نے ان کو کہا تھا کہ اسے کل کے لیے رکھ رہے ہیں، آپ آیئے گا لیکن سیکرٹریٹ نے مجھے بتایا ہے کہ شاید انہوں نے application بھیجی ہے۔ وقار مہدی صاحب! اس میں ان کی طرف سے یہ request ہے۔ یہ معاملہ اگلے سیشن میں جائے گا لیکن منسٹر صاحب چونکہ بہت تیاری کرکے آتے ہیں تو میرے خیال میں منسٹر صاحب! اگر آپ تیار ہیں تو ہم اس کو لے لیں۔

(T10 پر جاری ہے)

T10-30 Oct2026 Naeem Bhatti/Ed: Shakeel from 1:30:00 to 1:40:00

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وقار مہدی صاحب! یہ اگلے اجلاس میں جائے گا لیکن وزیر صاحب چونکہ بہت تیاری کرکے آتے ہیں، میرے خیال میں اگر وزیر صاحب تیار ہیں تو ہم اسے لے لیتے ہیں ورنہ اس کو adjourn کر دیتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گھومرو صاحب! میں یہی پوچھ رہا ہوں کہ اگر وزیر صاحب تیار ہیں، وہ جواب دے دیں گے لیکن متعلقہ وزیر صاحب نے request کی ہوئی ہے، جی وزیر صاحب! آپ تیار ہیں؟

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ): جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ اگر discussion کرنی ہے تو پھر کمیٹی میں نہ بھیجیں، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وزیر صاحب وہاں آجائیں گے، انہوں نے application بھی دی اور کل آئے بھی تھے۔ اگر mover سمجھتے ہیں تو اسے کمیٹی میں بھیج دیں، وہاں discuss ہو جائے گا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ بیٹھ جائیں، جو آپ کہہ رہے ہیں وہی ہو گا، آپ حوصلہ رکھیں۔ وقار بھائی! میرے خیال میں وزیر صاحب خود کہہ رہے ہیں، آپ بتادیں، پھر اس کو کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں۔

Calling attention notice raised by Senator Syed Waqar Mehdi regarding the proposal of shifting PPL headquarters from Karachi to Islamabad

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ میرا calling attention notice اس بنیاد پر تھا کہ کراچی میں وفاقی حکومت کے، وزارتوں کے اور corporations کے جو head offices ہیں، یہ ایک روایت بنادی گئی کہ انہیں کراچی سے اسلام آباد shift کیا جارہا ہے۔ Pakistan Petroleum Limited کا head office بھی 1951 سے کراچی میں PIDC Building میں قائم ہے، وفاقی حکومت اسے وہاں سے shift کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کا Board of Directors ہے، Board of Directors کے ممبران تو pick and choose کی بنیاد پر ہوتے ہیں، وہ کوئی elected تو ہوتے نہیں ہیں، انہیں جو کہا جائے گا وہ وہی کریں گے۔ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسے shift کر دیا جائے۔ میری اطلاع کے مطابق یہ دفتر کا کرایہ چالیس لاکھ روپے ادا کرتے ہیں لیکن

shifting میں انہیں اربوں روپے لگ رہے ہیں۔ اس ادارے میں صوبہ سندھ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں جن میں officers ہیں، درمیانے اور چھوٹے درجے کے ملازمین بھی شامل ہیں۔ اگر انہیں اسلام آباد shift کیا جائے گا تو میرے خیال میں پانچ سو کے قریب عملے کی تعداد ہے جو higher grade سے لے کر lower grade تک ہے، وہ کس طرح survive کریں گے۔ اس لیے میری گزارش تھی کہ اس فیصلے کو منسوخ کیا جائے اور PPL کے head office کو کراچی سے اسلام آباد shift نہ کیا جائے۔

جناب والا! ان کا بس چلے تو یہ کراچی کا سمندر بھی اٹھا کر اسلام آباد shift کر دیں، یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے national exchequer پر بہت burden پڑے گا اور لوگوں کے بھی economical مسائل ہوں گے کیونکہ وہاں exploration ہوتی ہے، وہاں تمام چیزوں کے base ہیں، وہاں import ہوتی ہے۔ یہ ادارہ ہمیشہ وہاں بہت کامیابی سے چلتا رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اسے وہاں shift نہیں ہونا چاہیے۔ اس فیصلے کو منسوخ کیا جائے اور اس کو کراچی میں ہی رکھا جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سینیٹر ضمیر گھومرو صاحب! آپ اس میں کچھ add کرنا چاہیں گے؟

Senator Zamir Hussain Ghumro

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب چیئرمین! میں تو mover ہوں۔ ہماری کمیٹی میں یہ معاملہ آیا تھا اور کمیٹی کو بتایا گیا تھا کہ اسے shift نہیں کیا جا رہا۔ ہم نے کمیٹی میں یہ معاملہ Article 172(3) کے تحت لیا تھا کہ جس صوبے سے بھی گیس نکلتی ہے یا اس کے territorial waters سے تو آدھا وفاقی حکومت اور آدھا joint and equal control صوبائی حکومت کا ہو گا۔ اس میں وزارت نے صوبوں کو letter بھی لکھا کہ ہم آپ کو boards میں آدھی representation دیں گے، ہم آپ کو oil companies کے shares میں بھی آدھی representation دیں گے اور ہم اسے shift نہیں کریں گے۔ جناب والا! oil and gas relates to the Council of Common Interests, اس پر آئین کے Article 154 کے تحت CCI supervision and control کا ہے۔ یہ تو وفاقی حکومت کا issue ہی نہیں ہے۔ PPL کا head quarter against the Constitution کیسے shift کر رہے ہیں؟

(مداخلت)

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: میں mover ہوں، مجھے بات تو کرنے دیں۔ جناب والا! سندھ gas 70% پیدا کرتا ہے، 45% سے زائد تیل وہاں سے آتا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گھومرو صاحب! آپ بات کریں۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب والا! سوال ہے کہ CCI کے بغیر اور کس بنیاد پر یہ کر رہے ہیں، وفاقی حکومت کو کوئی authority نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت یہ فیصلہ واپس لے اور dislocation نہ کرے، یہ آئین کے بھی خلاف ہے اور یہ administration کے بھی خلاف ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس میں چونکہ وزیر صاحب نے بڑی courtesy دکھائی ہے اور بہت سے دوست بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب والا! یا تو آپ تقاریر نہ کرواتے، میں نے ممبران کو option دیا تھا کہ یا تو یہاں بات نہ کریں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی یہاں بات نہیں کروا رہے ہیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! آپ اس طرح کریں کہ یہ تقاریر کرلیں اور میرا جواب نہ لیں۔ میں نے conditional courtesy دکھائی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ہمیشہ دکھاتے ہیں اور ایوان کو بہترین چلاتے ہیں۔ آپ اس ایوان کے ممبر ہیں اور میں آپ کا وقت بچا رہا ہوں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب والا! میری گزارش سن لیں، ایک طرف سے خبر نہ بنوائیں، مجھے جواب دینے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ٹھیک ہے آپ اپنی خبر بنوالیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب والا! میں حق رکھتا ہوں کہ میری خبر بننی چاہیے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم ہر معاملے میں آئین کو لے آتے ہیں، یہ ایک کمپنی ہے، اس کے اخراجات ہیں، اسے کیسے manage کرنا ہے، اس کی دنیا بھر میں کس طرح management ہوتی ہے، ہم ہر چیز کو صوبائیت، ہر چیز کو علاقیت۔۔۔

(مداخلت)

Senator Muhammad Talal Badar, Minister of State for Interior

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ employees affect ہوں گے، 77% employees اس office میں نہیں ہیں، وہ locations پر ہیں، وہ دوسرے offices میں، وہ بالکل affect نہیں ہو رہے۔ صرف 15% ایسی work force ہے جو اس میں ہے۔ اس building کی حالت یہ ہے اور اس کا Board کہتا ہے، کوئی ایک آدمی نہیں کہہ رہا، کسی کی کوئی خواہش نہیں کہہ رہی، Board نے ایک سے زائد مرتبہ کہا ہے کہ اس کو خالی کرنا ناگزیر ہے۔ جناب والا! یہ model نہیں چل سکتا، پیسے تو پاکستان کے عوام کے ہیں کہ دو دو جگہ offices, دو دو جگہ اخراجات، دو دو جگہ اس کی leadership جائے۔ اس کے بعد اگر یہ کہیں گے، ان کے assets صرف سندھ میں نہیں ہیں، اس کمپنی کے بہت بڑے assets بلوچستان میں ہیں۔ کل بلوچستان کہے گا کہ اُدھر بنالیں، let the company decide اور اس Board میں کوئی ایک آدمی نہیں ہے، کسی ایک صوبے سے نہیں ہیں۔ جس طرح کہا جا رہا ہے، employees affect نہیں ہو رہے۔ میں اس بارے میں as a Pakistani کہوں گا کہ اس office کو کراچی یا سندھ سے shift کرنے میں کوئی ایسی صوبائیت یا اس نکتے سے سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: The calling attention notice is dispose of and the matter referred to the committee. Leader of the Opposition.

(Interruption)

سینیٹر محسن عزیز: جناب والا! کل ہمارے پارلیمانی لیڈر نے بھی بڑے شستہ، بڑے دھیمے اور بڑے approving style میں اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑے requesting style میں یہ ایک demand رکھی تھی، وہ بڑی جائز demand تھی۔

(جاری۔۔۔۔T/11)

T11-30Oct2026 Ali/Ed: Neelum 12:10 pm

سینیٹر محسن عزیز: (جاری ہے۔۔۔۔) میں سمجھتا ہوں کہ بڑے requesting style میں بھی آپ نے ایک demand رکھی تھی اور وہ بڑی جائز demand تھی کہ ہمارے leader عمران خان صاحب کی بہن کا علاج ایک تو صحیح کروایا

جائے، دوسرا یہ تھا کہ صرف اور صرف انسانی ہمدردی کے تحت اور جو آپ کے by-laws, rules اور regulations ہیں، ان کے مطابق کم از کم ان کے رشتہ داروں، بچیوں، بھائیوں یا چاہنے والوں کو، جو limited number میں ہوں اور بے شک ہجوم نہ ہو ان سے ملنے دیا جائے۔ اس کا جواب رانا ثناء اللہ صاحب نے بڑے اچھے انداز میں دیا کہ علاج بالکل صحیح طریقے سے کروایا جائے گا اور انہوں نے floor of the House پر یہ commitment بھی دی کہ ان کو فی الفور ان شاءاللہ ملاقات کی اجازت مل جائے گی۔ لیکن اس بات کو 14 سے 16 گھنٹے گزر جانے کے باوجود ابھی تک ان کی ملاقات نہیں کروائی گئی۔

میں یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے floor of the House پر commitment دی تھی اور ہم ان کے شکر گزار ہیں، حالانکہ ہم نے کوئی چاند سورج نہیں مانگ لیا، بلکہ ایک جائز چیز مانگی ہے کہ ایک 70 سالہ بیمار عورت ہے، جس نے کبھی کوئی خون خرابا نہیں کیا اور نہ ہی پاکستان کے لیے کوئی خرابی کی ہے۔اب وہ پاکستان کی بیٹی ہے تو اس پر اتنا ظلم کیوں؟ بس صرف یہ بات کرنی تھی کہ کم از کم floor of the House میں اگر رانا ثناء اللہ صاحب کو آپ بلا لیں، تو وہ اس کا جواب دے سکیں گے کہ کیا وجوہات ہیں اور کیوں اتنا ظلم ہو رہا ہے۔ بس میں یہی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب، آپ جواب دیں گے یا رانا صاحب؟ ایک منٹ! سب کو جواب دیں گے۔ آپ کے Leader of Opposition بیٹھے ہیں، سب کو وقت دیں گے۔ جی طلال صاحب، جی اس کے بعد، بالکل۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! گزارش یہ ہے کہ کل اس پر detail سے رانا ثناء اللہ صاحب نے بات کی تھی، انہوں نے ان کی test reports اور باقی چیزیں بھی share کی تھیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ تشریف رکھیں، آپ بات ہونے دیں، please آپ بیٹھیں، آپ House کو ہمیشہ disturb کرتی ہیں، اپنے seat پر بیٹھیں۔ ڈاکٹر صاحب! اس طریقے سے نہیں، Minister کھڑے ہیں آپ جواب سنیں۔ آپ کے senior Parliamentarian نے بات کی ہے اور انہوں نے پہلے کہاہر کوئی خبر بناتا ہے، House کو چلنے دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: گزارش یہ ہے کہ اس بات سے ہٹ کے کہ political affiliation کیا ہے، دو وجوہات ہیں، ایک تو وہ detention میں ہیں اور ان کی ہر طرح سے دیکھ بھال حکومت کی ذمہ داری ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ خاتون ہیں اور اس حوالے سے ہم زیادہ sensitive ہیں۔ اس بارے میں کوئی کمی کوتاہی نہیں ہوگی اور ان کا جو right ہے کہ ان کی صحت اور باقی

چیزوں کا خیال رکھا جائے، وہ پورا کیا جائے گا۔ ان کے کہنے سے تو ہم انہیں hospital نہیں لے کر آئے اور doctors کے کہنے پر hospital لے کر آئے ہیں۔آپ بہت بڑے وکیل ہیں، لیکن اس کا فیصلہ کہ کون مریض ہے اور کون نہیں، آپ یا میں نہیں کر سکتے، اس کا فیصلہ doctor کرتا ہے۔ بانی PTI کے time پر بھی یہی ہوا تھا کہ خواہش سے علاج نہیں ہو سکتا، علاج doctor کے کہنے پر ہی ہو سکتا ہے۔اگر doctors کہیں گے کہ ان کو hospital رکھنا ہے تو وہ hospital رہیں گے اور اگر وہ کہیں کہ فلاں board یا فلاں hospital لے کے جانا ہے تو وہ وہاں جائیں گی۔ لیکن ہم یہاں یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کسی کو مریض بنا دیں یا علاج کا فیصلہ خود کر لیں۔Sir! let the doctors decide کہ انہیں کہاں جانا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب، ڈاکٹر صاحب گزارش سنیں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد طلال بدر:Family hospital میں موجود تھی، ان کے کہنے پر ہم hospital نہیں لے کر گئے، بلکہ اپنی ذمہ داری سمجھ کر اور doctors کے کہنے پر لے کر گئے ہیں۔علاج doctor کے کہنے پر اور jail manual کے تحت ہی ہوگا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں Leader of Opposition سے request کروں گا کہ دوستوں کو بولیں کہ House کو چلنے دیں، میری ایک گزارش سنیں۔وزیر صاحب نے جواب دے دیا ہے۔کل میں House میں موجود تھا، جناب اعظم سواتی صاحب بات سن لیں، آپ سب House کو چلنے دیں۔ میری گزارش سن لیں، کل رانا ثناء اللہ صاحب نے House میں یہ بات کی تھی اور انہوں نے علامہ ناصر عباس صاحب کا ذکر کیا تھا، تو میری وزیر صاحب سے درخواست ہے، چونکہ انہوں نے floor of the House پر، سواتی صاحب بات تو سن لیں۔ سواتی صاحب کا Mic کھولیے گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ساڑھے بارہ بجے حفیظ اللہ نیازی صاحب سے میری بات ہوئی ہے، انہوں نے appreciate کیا ہے کہ حکومت نے ان کو assist کیا ہے۔حکومت باقاعدہ صحیح طور پر ان کا علاج کروا رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان دوستوں کو بتائیں۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: انہوں نے کہاکہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حکومت نے میری بڑی بیٹی کو ان سے ملنے دیا ہے۔ چھوٹی بیٹی ان کے ساتھ بہت زیادہ attach تھی، میں بھی پورے House کی طرف سے حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ نورین بی بی کے علاج، انہیں ہسپتال منتقل کرنے اور بڑی بیٹی سے رات کو ملاقات کروانے کا انتظام کیا گیااور یہ اچھی اور خوش آئند بات ہے، بیٹیاں اور بہنیں سب کی سانجھی ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ چھوٹی بیٹی کے لیے بھی وزیر موصوف صاحب یہاں بیٹھے ہیں، مہربانی کریں اور ان کو بھی ملنے دیں، کوئی آسمان نہیں گر جائے گا۔یہ ایک انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے۔میرا یہ خیال ہے کہ ڈاکٹر عظمیٰ نہ سیاسی ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی اور تعلق ہے، ان کے لیے بھی رعایت کر کے انسانی ہمدردی کے طور پر اقدامات کیے جائیں۔صرف ایک منٹ دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں اسی کے لیے کہہ رہا ہوں، آپ نے دو منٹ ان سے لے لیے ہیں۔کیونکہ راجہ صاحب نے time محسن عزیز صاحب کو دیا ہے۔آپ نے public importance کی بات کرنی ہے تو گھڑی میں ایک منٹ سے اوپر مت جایئے گا۔

Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Azam Khan Swati, regarding detail of the funding's released for District Mansehra in 2024

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں نے پہلے بھی اس مسئلے کو کئی دہائیوں میں دہرایا تھا اور آج بھی یہ گزارش کر رہا ہوں کہ 2024 کے اندر جتنی funding میرے District Mansehra میں ہوئی ہے، کہاں اخراجات ہوئے ہیں اور revenue سے متعلق جو معاملات تھے، میں ایک پوری detail لکھ کر ابھی Secretary *Sahib* کو آپ کی وساطت اور حکم کے مطابق دے دوں گا، تاکہ میرے دوسرے honorable colleague کا وقت ضائع نہ ہو۔ میں پورے KP کو represent کرتا ہوں، لیکن District Mansehra سے متعلق جتنے بھی fund ہماری اپنی حکومت میں دیے گئے ہیں، ان کا استعمال کہاں پر ہوا ہے؟ King Abdullah Hospital کی حالت کیا ہے؟ وہاں کتنی hiring ہوئی ہے، کتنے لوگ رکھے گئے ہیں اور کس نے رکھے ہیں؟

یہ ساری معلومات اگر Right to Information Act، قانون اور آئین کے مطابق اس House کے اندر آئیں گی تو میں گزارش کروں گا کہ آپ کے حکم سے یہ معاملہ باقاعدہ standing committee میں چلا جائے، بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ لکھ کر دے دیں، Secretariat report منگوا لے گا۔ فیصل سلیم صاحب ایک منٹ سے اوپر مت جایئے گا۔

Senator Faisal Saleem Rehamn

سینیٹر فیصل سلیم رحمان: پشاور ہائی کورٹ نے standing committee اور اس کی sub-committee کو ایک notice دیا ہے۔ جس کے بارے میں میں کہنا چاہ رہا تھا کہ آپ بے شک Attorney General صاحب اور Advocate General صاحب کو بلوا کر پوچھ لیں، documents میں نے وہاں جمع کروا دیے ہیں، وہ آپ کو مل جائیں گے۔ Issue یہ ہے کہ Court, Senate کی proceedings میں Article 69 کے تحت مداخلت نہیں کر سکتی، they cannot interfere in the Parliament and its committees, which is an extension of the Parliament. تو اس کے متعلق انہوں نے جو notices دیے ہیں، اسی basis پر میں request کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فیصل صاحب، آپ کی بات سمجھ گئے ہیں۔ اس میں Article 66, 69 read with our Rule 166 کے تحت عدالتوں کو اس قسم کی چیزوں میں مداخلت کا اختیار نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی آپ کو یاد ہوگا کہ Finance کا ایک issue آیا تھا۔۔۔ (جاری ہے۔۔۔۔۔T12)

T12–30Oct2026 Imran/ED: Mariam 12:20 pm

سینیٹر فیصل سلیم رحمان: (جاری۔۔۔۔۔) اس کے متعلق اُنہوں نے کچھ notices دیے ہیں۔ اسی basis پر وہی میں request کرنا چاہ رہا تھا کہ آپ۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہم آپ کی بات سمجھ گئے۔ فیصل صاحب! اس میں Article 66, 69 read with our Rule 166 کے تحت عدالتوں کو اس قسم کی جو چیزیں ہیں اس میں نہیں، اس سے پہلے آپ کو یاد ہو گا کہ finance کا بھی ایک issue آیا تھا،

similar صورتِ حال کا تھا، یہ notices issue ہوئے ہیں، آپ نے بالکل بجا کہا ہے۔ Secretariate! next time جب ہمارے Minister for Law آ جائیں اور اس کے اوپر House کو یہ اطلاع دیں کہ اس طریقے۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! اُنہوں نے general بات point out کی ہے اور اچھی کی ہے۔ اس سے پہلے ہم discuss بھی کر چکے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو، فیصل صاحب آپ نے اچھی بات کی ہے۔

سینیٹر فیصل سلیم رحمان: چیئرمین صاحب! اس میں Court hearing کے لیے specific date دی ہوئی ہے، تو میری request ہے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، اس میں 26-11-12 کی date ہمارے سامنے ہے۔ آپ منسٹر صاحب کو اطلاع دے دیجیے گا۔ قادر صاحب! آپ نے ایک منٹ سے اوپر نہیں لینا۔

Paint raised by Senator Mohammad Abdul Qadir regarding the inappropriate role of media in reporting of the Bill concerning official passport fatality for Parliamentarian

سینیٹر محمد عبدالقادر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب! میں یہاں floor پر یہ بتانا چاہتا ہوں یہاں media کا society میں ایک responsible role ہے اور یہ ایک important pillar ہے لیکن I am very sorry to say کہ even media کے بڑے responsible leading anchors نے بھی، جو ہم نے یہاں پر اپنے اُن colleague senators کے لیے جو پورے چھ سال نہیں رہتے اور اُن کا time period تھوڑا short ہوتا ہے، اُن کے لیے ایک amendment پیش کی تھی کہ اُن کو بھی equality دینی چاہیے کیونکہ وہ constitution کی amendment پر vote کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ کسی Bill کو قانون بنانے پر vote کر سکتے ہیں، قانون change کرا سکتے ہیں، تو اُن کا بھی وہی right ہونا چاہیے جو بیس، تیس یا چالیس سال سے حکومت کے لوگوں کے پاس ہے۔

ہم نے جو دوسری request کی تھی وہ یہ تھی کہ ملک میں grade 22 and other officers کے لیے جو قانون موجود ہے، تو وہ بھی Senators کو ملنا چاہیے لیکن میں اس بات پر بڑا حیران ہوں کہ ہمارے leading anchors نے بھی اس بیس یا تیس

پاسپورٹوں کو ملکی مسئلہ بنا کے پورے پروگرام کیے، اُن کے پاس اتنا time ہے اور اتنی energy ہے۔ بجائے اس کے کہ ملک کے جو 12 کروڑ لوگ below poverty line ہیں، اُن کے مسائل کو اُجاگر کریں، آپ کا ملک جو smuggling کی وجہ سے bankruptcy کی طرف جا رہا ہے، power کے IPPs جو پچھلے تیس یا چالیس سال سے ملک لوٹ رہے ہیں۔ ہر حکومت آئی ہے اور اُن کو نہیں روک سکی لیکن media نے اس بیس یا تیس اور ان colleagues کو جو تین سال کے لیے آتے ہیں، چار سال کے لیے آتے ہیں، اگر اُن کے inconsistency of the law, اُس کا rule میں ہے، اُس کو ٹھیک کرنے کے لیے ہم ایک amendment لائے لیکن media عوام کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ سیاستدان خدانخواستہ ملک لوٹ کے کھانا چاہتے ہیں یا اُنہوں نے کوئی ایسی چیز مانگ لی ہے جس سے پورے ملک کو کوئی billions کا loss ہو رہا ہے۔

میری request ہے کہ media کے پاس ایک بہت ہی powerful tool ہے، بہت تیز دھار آلہ ہے اور وہ اُس کا اچھا استعمال کریں اور exact information دیں۔ ہاں اگر طلال چوہدری صاحب کو اُس پر اعتراض ہے تو وہ اپنا blue passport surrender کر دیں۔ اگر کسی اور کو اعتراض ہے تو وہ surrender کر دے۔ دیکھیں، اپنے آپ کو وہ پیش کریں لیکن میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بھائی! ہم اپنے اُن colleagues کے لیے یہ law لائے جن کے ساتھ زیادتی ہو رہی تھی اور اُن ...colleagues

(مداخلت)

سینیٹر محمد عبدالقادر: یار دو منٹ۔ دیکھیں، ہمیں یہ نہیں کرنا چاہیے، اپنے عوام کو۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اذان ہو رہی ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں نماز جمعہ کی اذان سنائی دی گئی)

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب! میں اپنی بات conclude کر لیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قادر صاحب! آپ نے۔۔۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: میرے کہنے کا مقصد ہے کہ House اگلے session میں ایک دن یہ رکھے کہ ملک کے اندر جو below poverty line لوگ چلے گئے ہیں، کس ratio سے جا رہے ہیں، اُن کی reasons کیا ہیں، اُس کے لیے solutions کیا ہیں؟

(مداخلت)

سینیٹر محمد عبدالقادر: یار! آپ خاموش ہو جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قادر صاحب!

(مداخلت)

سینیٹر محمد عبدالقادر: اچھا، آپ خاموش ہو جائیں، بات کرنے دیں۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ ملک کے اندر وہ طبقہ جس کا استحصال ہو رہا ہے، اُس کے لیے ہمارے steps کیا ہیں؟ ہم اُن کو اس poverty سے باہر نکال رہے ہیں یا ہم اُن کے اوپر اور ظلم کر رہے ہیں؟ ہمارا اگلے session میں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جی۔ آپ کی بات آ گئی ہے۔ منسٹر صاحب! جمعہ ہے۔

Senator Talal Badar (State Minster for Interior & Narcotics Control)

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ اور انسداد منشیات): صرف ایک منٹ۔ جناب! صرف ایک منٹ دیں۔ گزارش یہ ہے کہ قادر صاحب کا media سے جس ایک بات کا گلہ ہے وہ ٹھیک ہے۔ اُس دن Parliamentarians کے بچوں کا جو Act تھا، وہ Bill اُنہوں نے ہماری اور تمام پارٹیوں کی request پر واپس لیا۔ اُس کے بعد اسی House میں یہ decide ہوا کہ اس blue passport میں وہ تمام former secretaries جو کہ سابق ہو چکے ہیں، اُن کے بچوں کو اور اُنہیں بھی ملتا ہے، اس حوالے سے ہم ایک نیا Bill لے کر آئیں گے۔

جناب! دونوں چیزیں اُسی دن ہوئیں، وہ cover نہیں ہوئیں۔ ایک چیز جو کہ صرف قومی اسمبلی اور سینیٹ کے قانون میں ایک فرق تھا، جو میرا خیال ہے کہ ٹھیک کرنا ضروری تھا، اُس کو ایک بڑی خبر۔۔۔ گزارش یہ ہے اس سے اگلی بات کل جو قومی اسمبلی کی Standing Committee تھی، وہاں Interior Minister بھی آئے۔ اُنہوں نے request کی اپنے Parliamentarians سے کہ آپ اس طرح کریں، ہم آپ کے سامنے details رکھتے ہیں کہ blue passport کتنے ہیں، کس کس organization کے پاس اور کن کن لوگوں کے پاس ہے۔ آپ اس پر کوئی قانون لے کر آئیں تاکہ اسے مزید کم کیا جا سکے اور اس حوالے سے میں بالکل اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ اس کو یہاں رکھیں۔ یہاں اس پر comprehensive اور نیا law بنے۔

جناب! مجھے یہ بتایئے کہ جب آپ کے blue passport کی تعداد 75 ہزار ہو گی تو آپ کے ساتھ free visa entry کا کون معاہدہ کرے گا؟ آپ اس کو رکھیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب!

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! صرف ایک آخری بات کرنا چاہوں گا۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد طلال بدر: آخری بات۔ Please let me complete. Parliamentarians کے blue passports آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جناب سینیٹر علامہ ناصر عباس صاحب۔

Point of public importance raised by Senator Raja Nasir Abbas (Leader of the Opposition) regarding imprisonment of political workers and prevailing economic condition of the country

سینیٹر راجہ ناصر عباس (قائدِ حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ سواتی صاحب نے ایک اچھی خبر دی ہے۔ یہاں پر کل بھی جو بات ہوئی تھی اور باہر بھی منسٹر صاحبان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اُس میں انہوں نے وعدہ کیا تھا جس پر کسی حد تک عمل ہوا ہے۔ خوشی کی خبر یہ ہے کہ عمران خان صاحب کی بہن کے ساتھ اُن کے گھر والوں کی ملاقات کرائی گئی ہے۔ دیکھیں، اس پر تو۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نماز پڑھیں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: میں بس ختم کرتا ہوں چونکہ میں نے جمعہ پڑھنا ہے، بارہ بجے یا سوا بارہ بجے شروع ہو جاتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، میں فیصل صاحب سے مخاطب تھا۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: چیئرمین صاحب! آپ قانون دان بھی ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب جو یہاں بیٹھے ہیں، وہ بھی قانون دان ہیں اور ہم سب مشرقی تہذیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں، مشرقی تہذیب کے اندر خواتین کا بڑا احترام ہوتا ہے۔ اُن کی عزت ہوتی ہے، اُن کی آبرو ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں مشرقی تہذیب کے اندر خدانخواستہ کہیں قتل ہو جائے اور اُس گھر کی خواتین اگر دروازے پر آ جائیں تو وہ قتل معاف کر دیا جاتا ہے۔ اس حد تک خواتین کا احترام ہوتا ہے۔ اُن کے سر پر چادر رکھی جاتی ہے۔ جنابِ والا! ڈاکٹر یاسمین راشد ہوں یا ہماری باقی

بیٹیاں ہوں یا بہنیں ہوں یا عمران خان صاحب کی بہنیں ہوں، یہ بزرگ خواتین ہیں۔ باقی شاید کسی کی بہن کے level پر ہوں، کسی کی بیٹی کے level پر ہوں، یہ خواتین ہیں۔

میری گزارش یہ ہے کہ اس طرح کی خواتین کو جیلوں میں ڈال کر بند کر دینا، کیا اس کا کوئی اور راستہ نہیں ہے؟ کیا کوئی اور respectful راستہ نہیں ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ گھروں میں نظر بند کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی اور چارہ نہیں ہے کہ یہ پاکستان کا تختہ الٹ دیں گی یا پاکستان کو پتا نہیں تباہ و برباد کر دیں گی تو آپ اُنہیں گھروں میں نظر بند کر سکتے ہیں۔ جنابِ والا ! ایسا کام کیوں کرتے ہیں جس سے حکومت کی۔۔۔ (جاری۔۔۔۔T13)

T13-30Oct2026 Abdul Ghafoor/ED: Neelam 2.00PM

سینیٹر راجہ ناصر عباس: (جاری۔۔۔۔) آپ جانتے ہیں، گھروں میں نظر بند کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ کا چارہ نہیں ہے کہ پاکستان کا تختہ الٹ دیں گی، پاکستان کو پتا نہیں کیا تباہ و برباد کر دیں گی، آپ ان کو گھر میں نظر بند کر سکتے ہیں۔ جنابِ والا ! ایسا کام کیوں کرتے ہیں جس سے حکومت کی بدنامی ہوتی ہے، آپ کی بدنامی ہوتی ہے، لوگوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے؟ آپ سے لوگوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ایسا نہ کریں! ٹھیک ہے۔ آپ نے علاج کروایا، ان کو چھوڑیں، گھر بیٹھنے دیں۔ ان کو بدامنی کے لیے 3 MPO کے تحت بند کرنا کہ بدامنی پیدا ہو جائے گی، نہیں کر سکتی۔ خدا گواہ ہے ہمیں اُس وقت بھی دکھ ہوا تھا۔ اگرچہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا، جب نواز شریف صاحب کی زوجہ کی رہائی کے لیے جدوجہد کرتی تھیں۔ ان کی گاڑی کو lifter سے اٹھایا گیا تھا وہ واقعتاً ذلیلانہ، گھٹیا اور پست اقدام تھا کیونکہ ایک خاتون تھیں۔ ان کا اپنے شوہر کے لیے حق ہے کہ آواز اٹھائیں جن کی دو تہائی اکثریت رکھنے والی حکومت کو گرایا گیا ہے۔ آج یہاں ہم نے سارے بندوبست کر لیے ہیں، لہٰذا ان کی wife کو گرفتار کرو، جیل میں ڈالو، ان کی بہنوں کو 3 MPO کے تحت بند کر دو، پھر ان کو convict کر دو، ممکن ہے کل ان کو 10,15,16 سال چونکہ وہ دہشت گرد خواتین ہیں۔ آپ ان کو 14 سال 15 سال 16 سال جیل دے دیں۔ اس سے کوئی system کی اچھائی نہیں ہو گی۔ لوگ خوش نہیں ہوں گے، بدنامی ہو گی۔ داغ لگیں گے جو دھونے کے قابل بھی نہیں ہیں۔

جنابِ والا ! کم از کم سیاست دانوں کا دل نرم ہونا چاہیے، سخت نہیں ہونا چاہیے۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملک کو چلانا ہے، ملک کو آگے لے کے جانا ہے۔ بالآخر آج نہیں تو کل آپ نے اکٹھے بیٹھنا ہے، چیزوں کو ٹھیک کرنا ہے۔ لہٰذا انہیں آزاد کیا جائے۔ آپ نے صوبے پر قبضہ کر لیا ہے۔ آپ کے ہاتھ میں صوبہ آ گیا ہے۔ آپ نے عوام کا mandate اٹھا کر پرے پھینک دیا ہے۔ گورنر راج لگا دیا ہے، emergency لگا

دی ہے، سب کچھ آپ کے اختیار میں ہے۔ آپ ابھی بھی طعنے دیتے ہیں کہ کوئی بندہ باہر نہیں نکل رہا، ان کو پھر باہر آنے دیں۔ کوئی نہیں نکل رہا ناں؟ ان کو گھر بیٹھنے دو۔ جنابِ والا! ان کو چھوڑ دیں، بہت بڑا ظلم ہے، یہ نہیں ہونا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب چیئرمین! کسی کی ماں، بہن اور بیٹی کو جیلوں میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے لیڈر آف دی اپوزیشن بات کر رہے ہیں۔ آپ اس طریقے سے نہیں کریں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب چیئرمین! اس کے راستے نکالے جائیں، یہاں پر ہم بیٹھے قانون سازی کر سکتے ہیں، کچھ نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ دیکھیں! ایک بات، دوسری بات یہ کہ ہم یہاں قانون بناتے ہیں، قانون پر implementation کو بھی check ہونا چاہیے، ورنہ check کے بغیر قانون تو وہ بے فائدہ ہوتا ہے۔ ہمیں کم از کم جیلوں میں جانا چاہیے، لوگوں سے ملنا چاہیے کہ قیدی لوگ کس حال میں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر راجہ ناصر عباس صاحب بہت شکریہ۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب چیئرمین! ایک آخری بات، مجھے پتا ہے میں نے جمعہ میں جانا ہے۔ میں نے اور بھی بہت سی باتیں کرنی تھیں، لیکن ان شاء اللہ آئندہ اجلاس میں کریں گے لیکن میں پھر کہتا ہوں پاکستان economically بالکل دن بہ دن تباہی و بربادی کی طرف جا رہا ہے۔ آپ نے پاکستان کے سارے راستے بند کر دیے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان ترقی کرے تو پاکستان کے اندر rule of law لانا پڑے گا، آئین کو supreme بنانا پڑے گا، عوام کے حقوق کی بات کرنی پڑے گی۔ ہم نے 28 سال سے کم بچوں کے لیے کہتے ہیں کہ parliamentarian کے بچوں کو passport ملنا چاہیے لیکن غریبوں کے بچوں کے بارے میں کیوں نہیں قانون سازی کرتے؟ اتنے بچے اسکول نہیں جا پا رہے، ان کے بارے میں کیوں نہیں بات کرتے، ان کی کیوں فکر نہیں ہے؟ جو بھوک سے مر رہے ہیں، جن کی بچیاں گھروں میں بیٹھی ہیں شادی نہیں ہو سکتی، ہم ان کے بارے میں کیوں نہیں بات کرتے، کیوں نہیں قانون سازی کرتے؟ ہمیں parliamentarians اور bureaucrats کے بچوں کی فکر ہے۔ خدا کا خوف کرو، جنہوں نے آپ کو یہاں پر vote دے کر بھیجا ہے، ان کی فکر کرو!

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔ ان کے بعد سینیٹر جان محمد صاحب۔

Point of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding violation of fundamental rights

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ علی ایک منٹ۔ ایسا ہے کہ دستور کا Article 4 fundamental rights کی ماں ہے۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہوں گے کہ to be dealt in accordance with law کسی کو بھی قانون کے مطابق deal کیا جانا چاہیے۔ جناب! ماضی قریب میں custodial killings کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے سارے صوبوں میں even اسلام آباد تک اور یہ بڑا alarming معاملہ ہے۔ اس پر میں tool بھی لایا مگر وہ tool آج technically kill ہو جائے گا کیونکہ آج ایوان کا آخری دن ہے مگر کیا ملک میں اس طرح سے ہوتا جائے گا؟ ملتان میں یتیم بچے کے ساتھ جو کچھ ہوا ہم اس کے ساتھ ہیں، مگر اس کو مار دینا، ملزمان کو اس طرح مار دینا۔ اسلام آباد میں لائبہ اعجاز بچی کے ساتھ جو ہوا غلط ہوا مگر اس کے ملزمان کو قتل کر دینا۔ پنجاب میں تقریباً 1000 reported case ہے اور باقی remaining تینوں صوبوں میں ڈھائی ڈھائی، تین تین سو ہیں۔ اس طرح سے اب اسلام آباد تک بھی معاملہ پہنچ گیا۔ اب پورے ملک میں رواج ہو گیا ہے۔ ایک بہت محترم خاتون میرے لیے بہنوں جیسی ہیں، مگر انہوں نے بھی کہا کہ تھپڑ کا جواب تھپڑ سے دیا جائے یعنی قانون کا اس طرح سے استعمال کیا جائے۔ ہم lawlessness کا رواج دے رہے ہیں، یہ بہت زیادہ خطرناک ہے۔ اس کے ساتھ اب اگلا مرحلہ شروع ہو گیا ہے، اس کے بعد ایک اور مرحلہ بھی آئے گا۔ اگلا مرحلہ یہ ہو گیا کہ پہلے ان کو اس طرح سے مارا جاتا تھا مگر اس پر چونکہ شور ذرا زیادہ مچ گیا ہے human rights commission وغیرہ سارے شور مچانے لگ گئے ہیں۔ اب پولیس نے کیا کیا ہے کہ rod سے ان کے گھٹنے توڑ دیے جائیں، ان کی ٹانگ توڑ دی جائے اور اس کے بعد اس کو hospital لے جایا جائے۔

جناب والا! ملک میں اس article 4 کی violation میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہم passport کے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں، یاد رکھیے کہ اس کے بعد معاملہ سیاسی workers تک بھی آئے گا، ان کو بھی اسی طرح سے پولیس کے ہاتھوں ان کے بھی گھٹنے توڑے جائیں گے، ان کی بھی اسی طرح سے custodial killings ہوں گی، ملک میں جو رواج دیا جا رہا ہے یہ بہت خطرناک ہے۔ اس پر ایوان میں بیٹھنا چاہیے۔ میرا instrument tool kill ہو گیا مگر record پر لانا چاہ رہا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر جان محمد صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں جواب دینے کے لیے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

Point of public importance raised by Senator Jan Muhammad regarding: i. Transparency in recruitment process against vacant posts in Balochistan initiated by the Federal Government. ii. Resumption of border trade in the interest of public in Balochistan Province

سینیٹر جان محمد: جناب چیئرمین! آپ کی بڑی مہربانی۔ پہلی بات یہ ہے، میں وفاقی حکومت کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بلوچستان کے سنگین معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے، جہاں امن و امان کا بہت ہی گمبھیر مسئلہ ہے، بلوچستان کے نوجوانوں کو ملازمت دینے کے لیے باقاعدہ ایک packageکا اعلان کیا ہے۔ جس میں 30,000 افراد کو وفاقی حکومت، بلوچستان کے shareسے بڑھ کر دینا چاہ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ انتہائی اہم ہے اسی طرح بلوچستان کے political معاملات کو بھی حل کریں۔ اس میں اہم بات یہ ہے کہ ملازمتیں دینے کے لیے کمیٹی بنائی گئی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ منصفانہ اور شفاف انداز میں ہو۔ دیکھیں! جب حکومت کچھ کرنے جارہی ہے اس کو ایسے کرے کہ اس کا کوئی فائدہ ہو، اس کا لوگوں کو فائدہ ہو۔ کیونکہ بلوچستان میں آپ بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتا ہوں کہ corruptionکا ایک ماحول ہے اور وزراء کی وہاں مرضی چلتی ہے۔ جو ملازمتیں ہوتی ہیں، باقاعدہ AI کہیں، جو بھی کہیں، ہوتا وہی ہے جو ان کی فہرستیں بنتی ہیں۔ لہٰذا federal governmentکو چاہیے کہ ان معاملات پر نظر رکھے اور ان کی شفافیت پر کوئی سمجھوتہ نہ کرے۔

جناب والا! دوسرے ایک اہم مسئلہ پر بھی وفاقی حکومت نے اچھا قدم لیا کہ بلوچستان کے bordersبند کیے گئے تھے۔ آپ کو پتا ہے کہ بلوچستان کے bordersکو regular شہید لیفٹیننٹ جنرل سرفراز نے کیا تھا۔ شہید لیفٹیننٹ جنرل سرفراز نے بلوچستان میں بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے bordersکو کھولا اور غریب لوگوں کو باقاعدہ registerکرکے ان کے کاروبار کو ایک موقع فراہم کیا۔ لیکن افسوس کی بات کہ بعد میں ہمارے وزراء کی ٹیم نے صوبائی حکومت کی مداخلت کی اور بھی لوگوں کی مداخلت سے وہ کاروبار ایک مافیا بن گیا۔ ابھی دوبارہ حکومت نے فیصلہ کیا کہ borderبند کرنے کے بعد لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے بلوچستان کے bordersکو دوبارہ کھولنے کا فیصلہ کیا ہے اور کھلے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ شہید سرفراز نے جو فیصلے کیے، جن لوگوں کو دیا، اس کے بعد ایک مافیا آگیا کم از کم اس مافیا کو نکالا جائے وہ کاروبار لوگوں اور عوام کے لیے کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کل یہاں پر بات ہوئی کہ سب کا ملک ہے، پاکستان ہم سب کا ہے۔ یہ ریاست ہر سب کی

ہے، اسی پر کسی کا کم، کسی کا زیادہ نہیں۔ بلکہ میں سوچتا ہوں کہ سیاسی لوگوں نے زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ جیلیں کاٹی ہیں، مصیبتیں جھیلی ہیں، سب کچھ کیا ہے۔ کل جو لب و لہجہ استعمال ہوا کسی بھی طرف سے ہوا ہو، میرے خیال میں وہ مناسب نہیں۔ (جاری۔۔۔T14)

T14-30Oct2026 Tariq/Ed: Mubashir. 12:40 pm.

سینیٹر جان محمد۔۔۔(جاری)۔۔سیاسی لوگوں نے تو زیادہ قربانیاں دی ہیں، جیلیں کاٹی ہیں، مصیبتیں جھیلی ہیں، سب کچھ کیا ہے، کل جو لب و لہجہ استعمال ہوا، کسی بھی طرف سے ہوا، میرے خیال میں وہ مناسب نہیں ہے۔ ہمیں اپنی leadership کا احترام کرنا ہوگا کیونکہ آپ نے یہاں دیکھا کہ ہر ایک security risk ٹھہرایا گیا ہے، اس کے ہر گز یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم اپنے سیاسی مفادات کے لیے کچھ بھی کہتے ہیں لیکن یہ ریاست کے لیے سب برابر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی جمعہ داری یا ٹھیکیداری نہیں ہے، یہ سب کا ہے اس کو لے کر کسی کے خلاف اقدام اٹھانا نامناسب ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Syed Ali Zafar regarding deepening poverty crisis highlighted in World Bank report, October, 2026

سینیٹر سید علی ظفر: شکریہ جناب۔ آج حکومت کی طرف سے بڑے experts بیٹھے ہیں تو انہیں میں address کرتے ہوئے کہنا چاہوں گا کہ اکتوبر 2026 کو World Bank کی رپورٹ آئی ہے۔ آج ہمارا اجلاس prorogue ہونے لگا ہے تو اگلے اجلاس کے لیے میں کچھ چیزیں چھوڑنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کے اوپر غور و فکر کریں۔

جناب اس رپورٹ میں جو انتہائی غربت کے شکار کا index ہے وہ کہتا ہے کہ اس پورے خطے میں جو غربت کی لکیر سے نیچے رہ رہے ہیں ان میں سے 48% لوگ صرف پاکستان میں ہیں۔ یہ تقریباً predict 50% کر رہے ہیں کہ اس سال کے آخر تک ہو جائیں گے۔ جناب جو انتہائی غربت کی پیمائش ہے اس کا بھی ذرا اندازہ لگائیں کہ اسے PPP کہتے ہیں، پیپلز پارٹی نہیں۔ PPP stands for poverty ,index اور اس کے مطابق جو شخص 3 dollar سے کم کما رہا ہے وہ اس لکیر سے نیچے ہے تو 48% پاکستانی اس وقت تین ڈالر سے کم کما رہے ہیں تو وہ کس طرح زندہ رہیں گے۔

جناب یہ ہماری معاشی پالیسی اور بد قسمتی سے اس حکمران حکومت کی ناکامی ہے۔ جناب غربت میں اضافے کی وجہ کیا ہوتی ہے۔ دو بڑی major وجوہات ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بیرسٹر صاحب، آپ سے گزارش کروں گا کیونکہ آپ نے خود فرمایا دیکھیں کہ آج جمعہ ہے اور آپ گھڑی دیکھ لیں، جی آپ بتادیں یا سیکریٹریٹ کو لکھ کر دے دیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب صرف دو منٹ دے دیں۔ جناب اس وقت جو consumer inflation ہے وہ two digits تک ہے اور 30% تک چلی گئی ہے، آپ کی food inflation بھی 30% سے اوپر چلی گئی ہے تو بوجھ غریب عوام پر جارہا ہے اور اس کے علاوہ غربت کے جغرافیہ کو اس رپورٹ کے مطابق دیکھیں تو بہت ساری ایسی جگہیں ہیں جہاں لوگوں کو پانی مہیا نہیں ہے۔ لوگوں کو پانی کے لیے چار چار کلومیٹر تک سفر کرنا پڑتا ہے۔ صحت کا نظام بالکل درہم برہم ہوگیا ہے۔ عوام کو quacks کے پاس جانا پڑ رہا ہے۔ جناب اس رپورٹ کے مطابق ہماری youth کی 50% علاقوں میں stunting ہے۔ تعلیم و تربیت کو دیکھیں تو بہت سی جگہوں پر secondary school نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ اس پر calling attention بھی آیا ہوا ہے، سب کی نماز رہ جائے گی۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہم اس وقت یہ تمام چیزیں چھوڑ کر کیا کر رہے ہیں، ہم گورنر راج اور ایمرجنسی لگا رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بیرسٹر صاحب بہت شکریہ۔ سب کی نماز نکل جائے گی۔ آپ نماز کے پابند ہیں۔

I will now read out the prorogation order received from the President. In exercise of the powers conferred by Clause (1) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session summoned on Tuesday, 13th October, 2026 on the conclusion of its business.

Sd/-

(Asif Ali Zardari)
Chairman Senate

(The House was then prorogued sine die)
